رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ

فاروق قادیان

شرح چندہ پیشگی
سرپرستان - معاونین - عام - طلباء - فی پرچہ
عام ۔/ ۔ ۵ ۔/ ۔۔/ ٤ ۔/ ۔۔/ ۱

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

بکنام جناب میر محمد اسحاق صاحب
معرفت - دارالانوار
قادیان
Qadian

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۳ قادیان دارالامان مورخہ ۸ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۷ اگست ۱۹۳۸ء نمبر ۲۹

دارالامان کی خبریں

(۱) سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کی صحت ایام زیر رپورٹ میں ۲؍ اگست کو کسی قدر حرارت کی شکایت ہوگئی۔ جس سے قدرے ضعف ہوگیا۔ اب خدا کے فضل سے صحت اچھی ہے۔

(۲) سیدۃ النساء حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت بدستور ناساز ہے۔ بخار اور درد شکم اور درد سر کی بہت تکلیف رہی۔ جگر بھی بڑھ گیا ہے۔ احباب ممدوحہ کی صحت عاجل اور شفاء کامل کے لئے بہت دعا کریں۔

(۳) یکم اگست کو مقامی مجلس خدام الاحمدیہ نے جامعہ احمدیہ کے ہوسٹل میں اور ۳؍ اگست کو کارکنان وطلباء تحریک جدید نے بورڈنگ تحریک جدید میں بعد عصر محترم صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز بی۔ اے مجاہد جاپان اور چوہدری حاجی احمد خان صاحب ایاز مجاہد ہنگری و پولینڈ کے اعزاز میں ٹی پارٹی دی۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہٖ بھی تشریف لائے اور دیگر بہت سے احباب کو بھی مدعو کیا گیا۔ مؤخر الذکر پارٹی میں قادیان کے بعض ہندو و سکھ معززین کو بھی دعوت دی گئی۔ اور وہ شریک ہوئے۔ اس پارٹی میں ایک ہندو صاحب شاد تخلص نے نہایت اخلاص سے ایک نظم تیار کرکے سنائی۔ اور جانبین سے ایڈریس پیش کئے گئے۔ ہر دو مجاہدین کی طرف سے برعایت وقت جواب ہوئے آخر میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہٖ نے حسب گنجائش وقت جامع تقریر فرمائی۔ اور بعد دعا پارٹیاں ختم ہوئیں۔ (۴) ۲۸؍ جولائی کو بعد عصر قاہرہ (مصر)

دارالاماں میں جاکر

دارالاماں میں جاکر
شہزادۂ اماں سے اُمّت کے پاسباں سے
میرا سلام کہنا
میرا سلام کہہ کر میرا پیام کہنا
کہنا کہ رو رہا ہے
بدحال ہو رہا ہے
معشوق جس کا تُو ہے مجبوب جس کا تُو ہے
مجبوب ہو چکا ہے
سنبھلے گا اب وہ کیسے معتوب ہو چکا ہے
سارے جہاں میں اسکا
اس بوستاں میں اسکا
کوئی نہیں ہے باقی بن کر جو اس کا ساقی
دے "شربتِ تلاقی" پس قادیاں میں جاکر
دارالاماں میں جاکر
اس خوبرو جواں سے اس یوسفِ کنعاں سے
کچھ میرا حال کہنا
سُنکر ہو گر تردد میرا ملال کہنا
نشّے میں سو چکی ہے
پامال ہو چکی ہے
ناشاد ہے یہ دنیا برباد ہے یہ دنیا
تو شاد اسکو کر دے
زورِ دعا سے اپنے آباد اس کو کر دے
دنیا میں نام ہوگا
عقبیٰ میں نام ہوگا
خضرِ رہِ طریقت اے پاسبانِ ملت
کر دُور کفر و بدعت دیدے ہمیں تُو عزت
باغِ جناں میں جاکر
دارالاماں میں جاکر
مل کر کہیں گے سارے دنیا کے ماہ پارے
زندہ رہو ہمیشہ محمود میرے پیارے

ملک صلاح الدین خالد

... سے دو خوشخبریوں پر مشتمل تار موصول ہوا۔ کہ (۱) حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب مولوی فاضل بی۔ اے۔ (آکسفورڈ) ولایت سے شاد کام بامراد واپس ہوکر قاہرہ پہنچ گئے ہیں۔ اور (۲) صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب سلمہ اللہ کا ...

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

مَیں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

" اس وقت ہماری جماعت کے لئے تو خلافت کا ہی سوال نہیں۔ دو اور سوال بھی ہیں۔ ایک قرب زمانہ نبوت کا سوال ہے۔ اور دوسرا موعود خلافت کا سوال۔ یہ دونوں باتیں ایسی ہیں۔ جو ہر خلیفہ کے ماننے والوں کو نہیں مل سکتیں۔ آج سے دو سو سال بعد بیعت کرنے والوں کو یہ باتیں حاصل نہیں ہو سکیں گی۔ اس زمانہ کے عوام تو الگ رہے۔ خلفاء بھی اس بات کے محتاج ہونگے۔ کہ ہمارے قول ہمارے عمل اور ہمارے ارشاد سے ہدایت حاصل کریں۔ ہماری بات تو الگ رہی وہ اس بات کے بھی محتاج ہوں گے۔ کہ آپ لوگوں کے قول۔ آپ لوگوں کے عمل اور آپ لوگوں کے ارشاد سے ہدایت حاصل کر سکیں۔ وہ خلفاء ہوں گے۔ مگر کہیں گے۔ کہ زید نے فلاں خلافت کے زمانہ میں یوں کہا تھا۔ ہمیں بھی اسی پر عمل کرنا چاہیئے۔ پس یہ صرف خلافت اور نظام کا ہی سوال نہیں۔ بلکہ ایسی خلافت کا سوال ہے۔ جو موعود خلافت ہے۔ وحی اور الہام سے قائم ہونے والی خلافت کا سوال ہے۔ ایک خلافت تو یہ ہوتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ لوگوں سے خلیفہ منتخب کراتا ہے۔ اور پھر اسے قبول کر لیتا ہے۔ مگر یہ ویسی خلافت نہیں۔ یعنی میں اسلئے خلیفہ نہیں کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے دوسرے دن جماعت کے لوگوں نے جمع ہو کر میری خلافت پر اتفاق کیا۔ بلکہ اس لئے خلیفہ ہوں کہ حضرت خلیفہ اول کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا۔ کہ میں خلیفہ ہوں۔ پس میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ میں مامور نہیں۔ مگر میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اسکی خبر دی تھی۔ گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے۔ اور یہ موقعہ ایسا نہیں۔ کہ جماعت احمدیہ اسے رائیگاں جانے دے۔ اور پھر خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو جائے۔ جس طرح یہ بات درست ہے۔ کہ نبی روز روز نہیں آتے۔ اسی طرح یہ بھی درست ہے۔ کہ موعود خلیفے بھی روز روز نہیں آتے۔"

جن احباب کرام نے موعود خلیفہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مالی قربانی میں حصہ لیا ہے۔ ان کو یاد رہے۔ کہ اب اس مالی قربانی میں کمزوری اور سستی دکھانے کا وقت نہیں۔ بلکہ وعدوں کو مکمل طور پر پورا کرنے کے لئے پوری توجہ سے کام کرنے کا وقت ہے۔ پس احباب اخلاص اور محبت سے اپنے وعدوں کو اسی ماہ میں پورا کرنے کی طرف توجہ فرمائیں۔ (فنانشل سکرٹری تحریک جدید)

سری نگر میں احمدیہ مسجد کیلئے زمین

جماعت احمدیہ سری نگر کو مسجد کے لئے زمین دیئے جانے کے متعلق سرکار مہاراجہ پرتاب سنگھ آنجہانی کے وقت سے منظوری ہو چکی تھی۔ لیکن حکومت کے اہلکار جماعت احمدیہ کی اس تکلیف کو ہمیشہ نظر انداز کرتے رہے۔ جو اسے مسجد نہ ہونے کے باعث پیش آتی تھی۔ گذشتہ سال پھر آنجہانی مہاراجہ بہادر کے زمین مسجد کے متعلق احکام اعلیٰ حکام کے نوٹس میں لائے گئے۔ چنانچہ آنریبل پرائم منسٹر اور صاحبزادہ سر عبد الصمد خانصاحب ہوم منسٹر راجہ محمد افضل خاں صاحب ریونیو کمشنر نے مہربانی فرما کر خاص طور پر اس معاملہ میں دلچسپی لی۔ اور اب حکومت نے دیوان باغ سری نگر میں چار کنال زمین مسجد کے لئے جماعت احمدیہ کو عنایت کی ہے۔ جس کے لئے جماعت احمدیہ کے ارکان سری حضور مہاراجہ بہادر سری سنگھ جی مہاراج۔ آنریبل پرائم منسٹر بہادر صاحبزادہ سر عبد الصمد خاں صاحب اور راجہ محمد افضل خاں صاحب کے خاص طور پر ممنون ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اس زمین پر حکومت نے برائے نام کرایہ بھی مقرر کر دیا ہے۔ حالانکہ عبادت گاہ پر برائے نام کرایہ بھی نامناسب ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ جب آنجہانی سری مہاراجہ بہادر نے زمین دیئے جانے کے احکام صادر فرمائے تھے۔ تو ان میں کوئی ایسی شرط نہ تھی۔ اور ہندوستان میں تو بعض راجوں مہاراجوں نے مسلمانوں کو مساجد اور بعض نوابوں نے ہندوؤں کو مندار اپنے اخراجات سے تیار کروا کے دیئے ہیں۔ ان حالات میں حکومت کشمیر کا عبادت گاہوں کی زمین پر کرایہ لینا کسی صورت میں مناسب نہیں۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ کونسل عالیہ کرایہ کی شرط کو منسوخ فرما کر جماعت احمدیہ کو مزید شکریہ کا موقعہ دیگی۔

صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کی کامیابی

قادیان ۲۹ جولائی۔ آج لنڈن سے جناب مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم۔ اے نے بذریعہ تار یہ مسرت انگیز خبر ارسال کی ہے۔ کہ صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ابن حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے بی۔ اے آنرز کے امتحان میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ صاحبزادہ صاحب موصوف کی اس کامیابی کو احمدیت اور اسلام کے لئے مفید ثابت کرے۔ اور انہیں زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اعلان برائے توجہ سکرٹریان مال

اگرچہ بار بار اعلانات کے ذریعہ توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔ کہ فراہم شدہ چندہ کو روکنے یا ذاتی استعمال میں لانے کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے۔ تاہم بعض احباب سستی سے کام لیتے ہوئے چندہ کی رقوم کو بڑی دیر تک اپنے پاس رکھ چھوڑتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں دفتر کو خواہ مخواہ یاد دہانیاں کرانی پڑتی ہیں۔ لہٰذا بذریعہ اعلان ہذا پریذیڈنٹ اور سکرٹریان مال کو تاکید کی جاتی ہے۔ کہ فراہم شدہ چندہ لازمی طور پر ہر ماہ کی بیسیں تاریخ تک مرکز میں پہنچا دینا چاہیئے۔

جملہ رقوم معہ تفصیل محاسب صاحب کے نام پر ارسال کرنی چاہئیں۔

(ناظر بیت المال)

درس القرآن کے متعلق اعلان

" الفضل " کے کسی گذشتہ پرچہ میں نظارت ہذا نے اعلان شائع کیا ہے۔ کہ امسال بھی درس قرآن کریم۔ اور صرف و نحو کا انتظام ہو گا۔ احباب شامل ہو کر مستفید ہوں۔ ہر دو درس ۱۵ راگست ۱۹۳۸ء سے شروع ہو کر ۱۵ رستمبر ۱۹۳۸ء تک جاری رہیں گے۔ اور مسجد اقصےٰ میں ہؤا کریں گے۔ اس ضمن میں یہ مزید تصریح کی جاتی ہے۔ کہ صرف و نحو کا درس بھی حسب دستور مولوی ابو العطاء اللہ دتا صاحب ہی دیں گے۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

قادیان کی مولوی فاضل جماعت کا نتیجہ

اس سال جامعہ احمدیہ کی طرف سے مولوی فاضل کے امتحان میں دس طلباء شامل ہوئے تھے۔ جن میں سے نو پاس ہوئے۔ نتیجہ نوّے فی صدی رہا۔ شریف احمد صاحب بنگوی پنجاب میں دوم رہے۔ اور نور الحق صاحب سوم۔ نتیجہ درج ذیل ہے:۔

(۱) شریف احمد صاحب	۴۷۶
(۲) نور الحق صاحب	۴۴۵
(۳) محمد احمد صاحب	۳۴۶
(۴) غلام حیدر صاحب	۳۴۵
(۵) عطاء اللہ صاحب	۳۰۶
(۶) صدر الدین صاحب	۳۲۴
(۷) عبد الکریم صاحب	۲۸۷
(۸) نذیر احمد صاحب	۲۹۵
(۹) عبد الغفار صاحب	۲۷۰
(۱۰) (پرائیویٹ) نور محمد صاحب	۲۷۲

کشمیر ریلیف فنڈ

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے مسلمانان کشمیر کی بہبودی اور ترقی کے لئے کشمیر میں کام کیا جا رہا ہے۔ جس کے لئے کچھ نہ کچھ اخراجات کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کشمیر کا جو کام جاری کر رکھا ہے۔ اس کے متعلق چندے کے بند کرنے کا اعلان نہیں فرمایا۔ مگر بعض جماعتوں نے کسی غلطی سے کشمیر ریلیف فنڈ کا چندہ بھیجنا بند کر دیا ہے۔ اس لئے اس اعلان کے ذریعہ ہر جماعت کو اطلاع کی جاتی ہے۔ کہ کشمیر ریلیف فنڈ کا چندہ جماعتوں کو جاری رکھنا چاہیئے۔ (فنانشل سکرٹری کشمیر ریلیف فنڈ قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۳ قادیان دارالامان مورخہ ۷ راگست ۱۹۳۸ء نمبر ۲۹

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۲ جولائی ۳۸ء

تحریک جدید کے سب مطالبات کی طرف توجہ کریں

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

ایسے

بارش کے دنوں میں

جبکہ دور دور کے لوگوں کے لئے آنا مشکل ہوتا ہے۔ اور جبکہ مسجد بھی لوگوں کے لئے کافی نہیں ہوسکتی۔ شرعی طریق یہ ہے۔ کہ منتظمین کی طرف سے اعلان ہو جانا چاہیئے۔ جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ہوتا تھا۔ کہ صلوا فی رحالکم۔ یعنی اپنی اپنی جگہ نماز پڑھ لیں۔ اس زمانہ میں جو سہولتیں میسر ہیں۔ ان کے لحاظ سے ایسی بارش کے موقعہ پر اگر ایسا اعلان ہو جائے۔ کہ جو لوگ محلوں میں جمعہ کی نماز پڑھنا چاہیں۔ وہ پڑھ سکتے ہیں۔ تو اس طرح بہت سے لوگوں کو جمعہ میسر آسکتا ہے۔ اس کے بغیر وہ لوگ جو نہیں آسکیں گے۔

جمعہ سے بالکل محروم

رہ جائیں گے۔ اگر قبل از وقت اعلان ہو جائے کہ جو لوگ چاہیں۔ اپنی اپنی مساجد میں جمعہ کی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ تو جمعہ کے ثواب سے ساری جماعت متمتع ہو سکتی ہے۔

پس آئندہ کے لئے منتظمین کے لئے یہ بات ضروری ہے۔ کہ جب کبھی ایسا دن ہو۔ بارش زیادہ ہو۔ آنے والوں کے لئے جگہ تھوڑی ہو۔ اور تکلیف کا احتمال ہو۔ تو

خلیفۂ وقت سے اجازت لے کر

محلوں میں جمعہ کی اجازت کا قبل از وقت اعلان کرا دیا کریں۔ کہ آج سوائے ان لوگوں کے جو اسی مسجد میں آنا چاہیں۔ باقی لوگ اپنے اپنے محلوں کی مساجد میں جمعہ پڑھ سکتے ہیں۔

اس کے بعد میں جماعت قادیان کو بھی اور بیرونی جماعتوں کو بھی "الفضل" کے ذریعہ اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ

تحریک جدید کے جلسوں کا دن

بہت قریب آرہا ہے۔ میں نے اعلان کیا تھا۔ کہ تحریک جدید کے سکرٹریوں کو چاہیئے۔ کہ کوشش کریں۔ کہ اس دن سے پہلے

سارا یا بہت سا حصہ

موعودہ چندوں کا ادا ہو جائے۔ اس اعلان کے بعد پہلے مہینہ میں تو معلوم ہوتا ہے۔ کوشش کی گئی ہے۔ کیونکہ اس مہینہ میں وصولی کی رفتار پہلے کی نسبت زیادہ رہی ہے۔ مگر بعد میں جیسا کہ ہمارے ملک میں عام طور پر ہوتا ہے۔ یہ رفتار پھر سست ہو گئی ہے۔ ہندوستان میں یہ مرض عام ہے۔ کہ کچھ دنوں تک کام کرنے کے بعد اسے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور یہی عادت دراصل

ہندوستان کی تباہی

کا موجب ہے۔ یہاں انجمنیں بنتی ہیں۔ سال دو سال کام کرتی اور پھر ختم ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ یورپ میں بعض انجمنیں سَو سَو اور دو دو سَو سال سے کام کر رہی ہیں۔ اور ہمیشہ مضبوط تر ہوتی رہتی ہیں۔ مگر ہندوستان میں ایسا نہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ ملیریا کا اثر ہے۔ اس سے طاقت عمل میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ بعض اسے گرمی کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ یہ

تنزل کا اثر

جب قومیں گرا کرتی ہیں۔ تو پھر یہ سب خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسی ملیریا اور گرمی کے باوجود ہندوستان نے ترقی بھی کی ہے۔ ایک زمانہ وہ بھی تھا۔ کہ جب انگلستان کی عورتوں کے پہننے کے کپڑے ہندوستان میں بنتے تھے۔ اور اہل انگلستان کی بیٹھکوں کے لئے زیبائش کی چیزیں بھی یا تو ہندوستان سے جاتی تھیں۔ یا شام سے۔ گویا اس وقت ہندوستان نہ صرف اپنی ضروریات پوری کرتا تھا۔ بلکہ دوسرے ممالک کی بھی۔ اس وقت بھی یہاں گرمی اسی طرح پڑتی تھی۔ اور ملیریا پیدا کرنے والے مچھر موجود تھے۔ یہ سب کچھ تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہمت بھی تھی۔ اب بھی وہ چیزیں ہیں

مگر ہمت نہیں

اس کے نہ ہونے سے اب ہندوستانی کچھ روز کام کرتے ہیں۔ اور پھر سست ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کے سامنے کوئی بڑا مقصود نہیں ہوتا۔ لیکن ہماری جماعت کو تو غور کرنا چاہیئے۔ کہ ہمارے لئے خدا تعالےٰ نے کتنا بڑا مقصود پیدا کیا ہے۔ زمین و آسمان میں تغیر پیدا کر دینا کوئی معمولی بات نہیں۔ دنیا میں دس بیس یا سَو پچاس آدمیوں سے مل کر بھی کوئی شخص بڑا بنتا ہے۔ تو اس کی بہت قدر کی جاتی ہے۔ کسی کو حکومت کی طرف سے

خانصاحب کا خطاب

مل جائے۔ تو وہ اس کے بغیر اپنا نام نہیں لکھتا۔ میں نے دیکھا ہے۔ لوگ آپ اپنے دستخط کرتے ہیں۔ تو نیچے خانصاحب لکھ دیتے ہیں۔ اور اگر کسی کو خان بہادر کا خطاب مل جائے۔ تو پھر وہ ہندوستان کی بزعم خود ناپاک زمین پر قدم رکھنا مناسب نہیں سمجھتا۔ اور چاہتا ہے۔ کہ اگر اس کے بس میں ہو۔ تو ہوا میں چلے۔ اور اگر کوئی سی۔ آئی۔ ای بن جائے۔ تو پھر وہ ہندوستانیوں سے زیادہ ملاقات کو بھی اپنے لئے اچھا نہیں سمجھتا۔ اور سمجھتا ہے۔ کہ اب تو میں انگریز بن گیا ہوں۔ اور اگر کوئی سر ہو جائے۔ تو وہ کبھی الیکشن کے موقعہ پر مدد لینے کے لئے جائے تو جائے۔ ورنہ ہندوستانیوں کی شکل دیکھنا بھی ان کے لئے تکلیف دہ ہوتا ہے۔ حالانکہ ہندوستان میں

ہزاروں خانصاحب

موجود ہیں۔ بعض چھوٹے چھوٹے گاؤں میں بھی جہاں لوگوں نے فوجی خدمات کیں۔ خانصاحب آپ کو ملیں گے۔ تو اس قدر کثرت سے خانصاحب کا خطاب رکھنے والے لوگ ہیں۔ کہ بعض شہروں میں تو ان کی کئی ٹیمیں بن سکتی ہیں۔ اور یہی حال خان بہادروں کا ہے۔ سال میں دو دفعہ یہ خطاب والوں کی فہرستیں چھپتی ہیں۔ جو اتنی لمبی ہوتی ہیں۔ کہ کوئی کام والا آدمی ساری کی ساری پڑھ بھی نہیں سکتا۔ ہر سال سَو دو سَو آدمی خانصاحب اور خان بہادر بن جاتے ہیں۔ اور دس بیس سر بھی ہو جاتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ برٹش ایمپائر میں

ہزاروں سر

ہوں گے۔ لیکن باوجود اس کے کہ اس کثرت کے ساتھ یہ خطاب لوگوں کو ملتے ہیں۔ پھر بھی جسے مل جائے۔ اس کا دماغ خراب ہو جاتا ہے۔

پھر سر سے اوپر لارڈ کا درجہ ہے۔ یہ بھی ہزار بارہ سو سے کیا کم ہوں گے۔ پانچ چھ سو تو پارلیمنٹ کے ممبر ہی ہیں۔ پھر کئی لارڈوں کی اولادیں ہیں۔ جن کو لارڈ کا خطاب ہے۔ گو وہ ہوس آف لارڈز کے ممبر نہیں اور آئرلینڈ کے لارڈ استحقاق کے ساتھ ہوس آف لارڈز کے ممبر بھی نہیں ہوتے۔ لارڈ میں سے پھر مارکوئس اور ڈیوک ہیں۔ اور

سب سے اوپر بادشاہ

کا رتبہ ہے۔ بادشاہ بھی ایک وقت میں دنیا میں چالیس پچاس بلکہ سَو بھی موجود رہتے ہیں۔ اسی زمانہ میں جبکہ پارلیمنٹوں کا زمانہ ہے۔ جاپان کا بادشاہ ہے۔ مانچوکو کا بادشاہ ہے۔ پھر ایران۔ عراق۔ نجد۔ افغانستان کے بادشاہ ہیں۔ گویا یہ چھ تو اسی حصہ کے ہیں۔ ان کے علاوہ مصر کا بادشاہ ہے۔ ٹرانس جارڈ سینیا کا ہے آٹھ ہو گئے۔ پھر یمن کا ہے۔ گویا کل نو ہو گئے۔ پھر یورپ میں بھی آٹھ دس ہیں۔ اٹلی کا ہے۔ یوگوسلاویکیا کا۔ رومانیہ۔ بلغاریہ۔ یونان۔ انگلستان ڈنمارک۔ ناروے سویڈن کے بادشاہ ہیں۔ تو اس گئے گزرے زمانہ میں بھی جب بادشاہتیں بالکل مٹائی جا رہی ہیں۔

بیس پچیس بادشاہ

موجود ہیں۔ اور جب پارلیمنٹوں کا دستور نہیں تھا۔ اس وقت تو ایک ایک ملک میں کئی کئی سو بادشاہ ہوتے تھے۔ مگر پھر بھی جب کوئی بادشاہ بنتا ہے۔ تو سمجھنے لگتا ہے۔ کہ خبر نہیں۔ میں کیا بن گیا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے۔ کہ

امیر عبدالرحمٰن خاں

کا باپ افغانستان سے بھاگ گیا تھا۔ اور امیر عبدالرحمٰن نے خود یہ بات واپس آکر سنائی کہ روس کو جاتے ہوئے جب وہ بخارا میں سے گزرے۔ تو ایک گاؤں میں کسی بات پر گاؤں والوں نے بتایا۔ کہ یہ بات تو بادشاہ کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے پوچھا۔ کہ بادشاہ کہاں ہیں۔ تو گاؤں والوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بتایا۔ کہ گھاس لینے گئے ہیں۔ وہ اسی

گاؤں کا بادشاہ

تھا۔ تھوڑی دیر میں لوگوں نے بتایا۔ کہ وہ بادشاہ سلامت آرہے ہیں۔ وہ ایک دُبلے پتلے گھوڑے پر سوار تھا۔ ادھر سے امیر عبدالرحمٰن کے والد اپنے گھوڑے پر سوار اسکی طرف گئے۔ تو باوجود موٹا تازہ ہونے کے امیر کا گھوڑا ڈر گیا۔ اس نے آواز دی۔ کہ عبدالرحمٰن ذرا ادھر آنا۔ مگر امیر عبدالرحمٰن نے کہا۔ کہ میں دو بادشاہوں کی لڑائی میں دخل دینا نہیں چاہتا۔ تو ایک صوبہ ایک ضلع۔ اور ایک تحصیل کا چھوڑ کر ایک

گاؤں کے بادشاہ

بھی ہوتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ اس پر فخر کرتے ہیں۔ کہ ہم بادشاہ ہیں۔ بادشاہ سے اوپر شاہنشاہ ہوتا ہے۔ وہ بھی دنیا میں کئی کئی ہوتے ہیں۔ پچھلے زمانہ میں انگلستان۔ روس۔ جرمن اور ابی سینیا کے بادشاہ شاہنشاہ کہلاتے تھے۔ اور اس طرح چار شاہنشاہ بیک وقت دنیا میں موجود تھے۔ جنگ کے بعد دو مٹ گئے۔ اور طاقتور شاہنشاہ ایک رہا۔ دوسرا ابی سینیا کا شاہنشاہ تھا۔ جو بیچارہ کسی حساب میں نہ تھا۔ خدا تعالےٰ کو یہ پسند نہ آیا۔ کہ حقیقی شہنشاہ ایک ہی رہے۔ اس لئے اٹلی نے حبشہ کو فتح کرکے اپنے بادشاہ کا نام شہنشاہ رکھ دیا۔ اور اس طرح اب

پھر دو شہنشاہ

ہوگئے ہیں۔ تو دیکھو۔ یہ کتنی چھوٹی چیزیں ہیں۔ مگر دنیا ان پر کتنا فخر کرتی ہے۔ مگر تم لوگوں نے بھی کبھی غور کیا ہے۔ کہ تمہارے سپرد جو کام کیا گیا ہے۔ وہ

صرف ایک قوم کو

تم سے پہلے جب سے کہ آدم پیدا ہُوا۔ سپرد کیا گیا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام آئے۔ مگر ان کی تبلیغ کا دائرہ بہت محدود تھا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے۔ وہ بڑے عظیم الشان نبی تھے مگر صرف بنی اسرائیل کے لئے۔ ہم داؤد اور سلیمان علیہم السلام کا ذکر کس عظمت کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ مگر وہ بھی محدود دائرہ کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہم کس قدر عزت کرتے ہیں۔ مگر ان کا دائرہ بھی کتنا محدود تھا۔ پھر ہم حضرت کرشن اور رام چندر کی کتنی عزت کرتے ہیں۔ مگر وہ صرف ہندوستان کے لئے ہادی بن کر آئے تھے۔

صرف ایک ہی قوم

ہے۔ جسے ساری دنیا کی ہدایت سپرد ہوئی۔

اور وہ صحابہ ہیں۔ اور ان کے بعد تم ہو۔ اگر تم اس بات کو محسوس کرو۔ اور اس عظمت کا خیال کرو۔ کہ تم کو وہ فخر دیا گیا ہے۔ جو صرف ایک قوم کو پہلے ملا ہے۔ تو تمہارے اندر ایسی آگ پیدا ہو جائے۔ جو تمہیں رات دن بے چین رکھے۔ اور کبھی سستی نہ پیدا ہونے دے۔ مگر مشکل یہ ہے۔ کہ حقیقت کو سمجھنے والے بہت کم ہیں۔ بہت لوگوں نے احمدیت کو مان تو لیا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ کی

عظمت کا احساس

ان کے اندر پیدا نہیں ہُوا۔ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں جھگڑتے ہیں۔ لڑتے ہیں۔ ذرا ذرا سی باتوں پر ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کو تخت پر بٹھایا۔ مگر وہ اس "تختہ" کے ساتھ چمٹے بیٹھے ہیں۔ جس پر

مُردہ کی لاش

قبرستان کو لے جائی جاتی ہے۔

میں پھر ایک دفعہ جماعت کو متوجہ کرتا ہوں۔ کہ وہ نہ صرف تحریک جدید کے مالی حصہ کی طرف توجہ کریں۔ بے شک وہ بھی بہت ضروری ہے۔ مگر دوسرے مطالبات پر عمل کرنے کی بھی بہت ضرورت ہے۔ جب تک سب دوست

ذاتی اصلاح

کے علاوہ نظام کو مضبوط کرنے میں نہ لگ جائیں اور تمام افراد اپنے آپ کو ایک عضو نہ سمجھیں۔ شرعی احکام کی پوری طرح پابندی نہ کریں۔ اور نہ کرنے والوں کے خلاف ایسا اقدام نہ کریں کہ آئندہ کسی کو جرأت نہ ہو۔ اس وقت تک جماعت وہ فرض ادا نہیں کر سکتی۔ جس کے لئے اللہ تعالےٰ نے اسے قائم کیا ہے۔

پس میں مختصر الفاظ میں جماعت کو پھر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ

تحریک جدید کے مالی حصہ

کی طرف بھی۔ اور دوسرے حصوں کی طرف بھی توجہ کریں۔ اور اپنے قلوب میں ایسی صفائی پیدا کریں۔ کہ بار بار یاددہانی کی ضرورت نہ رہے۔ جو شخص یاددہانی کا محتاج ہو۔ اس کا ایمان ہر وقت خطرہ میں ہے۔ کیا خبر ہے۔ کہ یاد کرانے والا کس وقت اس سے جدا ہو جائے۔ اور اس صورت میں جس وقت یاد کرانے والا گیا۔ اس کا ایمان بھی ساتھ ہی جائیگا۔ وہی ایمان وقت پر کام آسکتا ہے۔ جس کے لئے کسی بیرونی یاددہانی کی ضرورت نہ ہو۔ اور جو آپ اپنے کو بیدار کرنے والا ہو۔ جو

دوسرے کے سہارے کا محتاج

ہے۔ وہ ہر وقت خطرہ میں ہے۔ اصل سہارا اللہ تعالےٰ کا ہی ہے۔ جو کام آسکتا ہے۔ پس ہر فرد جماعت اپنے اندر یہ احساس پیدا کرے۔ کہ سلسلہ کی ترقی مجھ پر منحصر ہے۔ اور جب بچوں۔ جوانوں۔ بوڑھوں اور مردوں عورتوں میں یہ احساس پیدا ہو جائے۔ تو پھر تمہیں کوئی قوم ہلاک نہیں کر سکتی۔ اور شیطان تم پر حملہ آور نہیں ہو سکتا۔ جب انسان کے اندر غیرت پیدا ہو جائے۔ تو وہ بڑے سے بڑے دشمن کی بھی پروا نہیں کرتا اس کے دل سے ڈر مٹ جاتا ہے۔ یہی حال محبت کا ہے۔ ان دونوں کے ہوتے ہوئے خوف کبھی انسان کے پاس نہیں آسکتا۔ چھوٹے بچوں کو دیکھ لو۔ کوئی مضبوط جوان آدمی ان پر حملہ کرتا ہے۔ تو وہ ڈر کر بھاگتے ہیں۔ مگر کبھی مقابلہ کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور مقابلہ کر لیتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ ارادہ کر لیتے ہیں۔ اور

ارادہ کی مضبوطی

سے قویٰ کی مضبوطی بھی حاصل ہو جاتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں یا آپ کے قریب کے زمانہ میں ہی یہاں ایک استانی پاگل ہو گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رض درس دے رہے تھے۔ اور ہمارے مکان کی جو مشرقی ڈیوڑھی ہے۔ اس کی طرف جو گلی مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کے مکان کی طرف جاتی ہے۔ اسکی کھڑکی کھول کر اسمیں کودنا چاہتی تھی۔ کہ حضرت خلیفہ اول رض کی نظر پڑ گئی۔ اور آپ نے جھٹ اسے پکڑ لیا۔ حضرت خلیفہ اول رض کو اپنی

طاقت اور زور کا دعوےٰ

ہُوا کرتا تھا۔ بعض اوقات آپ اپنا ہاتھ آگے پھیلا دیتے تھے۔ اور کسی بڑے مضبوط آدمی سے فرماتے۔ کہ اسے ذرا ٹیڑھا تو کردو۔ مگر اپنی اس طاقت اور زور کے دعوےٰ کے باوجود جب آپ نے اس پاگل عورت کو پکڑا۔ تو باوجودیکہ وہ دبلی پتلی تھی۔ اس نے ایسا زور کیا۔ کہ آپ کو خطرہ محسوس ہونے لگا۔ کہ میں بھی ساتھ نہ گر جاؤں۔ اور آپ نے درس والی عورتوں کو مدد کے لئے بلایا۔ چنانچہ آٹھ دس عورتوں نے مل کر آدھ گھنٹہ میں اسے باندھا۔ اس عورت کی تندرستی کی حالت میں حضرت خلیفہ اول رض اگر اس عورت کو ہاتھ سے ذرا سا بھی جھٹکا دیتے۔ تو کتنے ہی فاصلہ پر جا کر گرتی۔ لیکن جنوں کی حالت میں خوف چونکہ دب گیا تھا۔ اور وہ اپنی طاقت کو انتہائی طور پر استعمال کرنے پر آمادہ تھی۔ اس لئے آٹھ دس عقلمندوں نے مل کر بمشکل اس پر قابو پایا۔ اور ایمان بھی

ایک قسم کا جنون

ہوتا ہے۔ کوئی نبی ایسا نہیں آیا۔ جسے مجنون نہ کہا گیا ہو۔ اور اسکی وجہ یہی ہے۔ کہ جس طرح

مجنون ہلاکت کی پروا نہیں کرتا۔

اس طرح ایمان والا بھی نہیں کرتا۔ اور ہر خطرہ میں اپنے آپ کو ڈال دیتا ہے۔ اس لئے لوگ اسے بھی پاگل سمجھتے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اپنی طاقتوں کو نڈر اور بے پروا ہو کر استعمال کرنے میں

مجنون اور مومن

میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اور اس طرح ان کی طاقت میں بھی مشابہت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس طرح پاگل پر جب جنون کا دورہ ہو۔ تو اسے آٹھ دس آدمی بمشکل قابو کر سکتے ہیں۔ اسی طرح مومن کو بھی جب وہ جوش کی حالت میں ہو۔ اس کے مخالف دبا نہیں سکتے۔ اور جتنا کسی کا ایمان مضبوط ہو۔ اتنی ہی زیادہ طاقت اس کے اندر ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ جب وہ

نبی کی صورت میں

ظاہر ہوتا ہے۔ تو ساری دنیا مل کر اسے پکڑنا چاہتی ہے۔ مگر نہیں پکڑ سکتی۔ پس اپنے اندر یہ ایمان پیدا کرو۔ پھر کوئی خطرہ باقی نہیں رہے گا۔ تحریک جدید کے لئے علیحدہ سکرٹری مقرر کرنے کے لئے جو میں نے کہا تھا۔ اسکی غرض یہ تھی۔ کہ ایسے آدمی ہوں۔ جو مستقل مزاج ہوں۔ اور رات دن اپنے آپ کو اس کام میں لگائے رکھیں۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ بعض سکرٹری صرف نام کے لئے بن گئے ہیں۔ اور کام کچھ نہیں کرتے۔ ان کو میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ خالی نام

خدا تعالےٰ کے حضور

کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ بلکہ نام حاصل کرنے سے پہلے ان پر کوئی الزام نہ تھا۔ لیکن نام لینے کے بعد اگر وہ کام نہیں کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مستحق ہوں گے۔ اس لئے ہر سکرٹری کو چاہیئے۔ کہ تندہی سے کام کرے۔ پہلے خود تحریک جدید اور اسکی ہدایتوں کا مطالعہ کرے اور پھر اس کے مطابق جماعت سے کام لے۔ دیکھو یہ کتنا اہم کام ہے۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر دوستوں نے وعدہ کیا تھا۔ کہ آئندہ ورثہ کی تقسیم شریعت کے مطابق کیا کریں گے۔ اور عورتوں کو حصہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیا کریں گے۔ مگر منہ سے کہنا آسان ہے۔ اور عمل مشکل ہے۔ سکرٹریوں کو دیکھنا چاہیئے تھا۔ کہ کیا اس کے مطابق کام ہؤا۔ اور اس عرصہ میں جو لوگ فوت ہوئے۔ ان کا ورثہ مطابق شریعت تقسیم ہؤا۔ اگر نہیں۔ تو انہوں نے اپنا فرض ادا نہیں کیا۔ ہماری جماعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اب اتنی وسیع ہے۔ کہ اس عرصہ میں پچاس ساٹھ بلکہ سو ایسے دوست ضرور فوت ہو چکے ہوں گے۔ جن کے ورثہ کے متعلق سوال پیدا ہؤا ہوگا۔ مگر میرے پاس

ایک مثال

بھی ایسی نہیں آئی۔ کہ کوئی زمیندار فوت ہؤا ہو اور اس کا ترکہ شرع کے مطابق تقسیم ہؤا ہو۔ تو تحریک جدید کے کارکن جب تک اپنی ذمہ واری کو محسوس نہ کریں گے۔ خالی نام ان کو کچھ فائدہ نہ دے سکے گا۔ انہیں چاہیئے۔ کہ اپنے کام کاج کا حرج کرکے بھی اس طرف متوجہ ہوں۔ اپنے اندر

جنون پیدا کریں

مجنون کو بعض اوقات وہ چیزیں نظر آجاتی ہیں۔ جو دوسروں کو نہیں آتیں۔ جس طرح نبی کو بھی وہ چیزیں دکھائی دیتی ہیں۔ جو دوسری دنیا نہیں دیکھ سکتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ لوگ کئی مجنون لوگوں کو مجذوب قرار دے کر ولی اللہ بنا دیتے ہیں۔ لیکن بات صرف یہ ہوتی ہے۔ کہ اسکی مخفی دماغی قوتیں بعض اوقات نمایاں ہو جاتی ہیں۔ اور وہ شاذ و نادر طور پر غیر معمولی باتیں معلوم کر لیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ آپ لاہور تشریف لے گئے۔ بعض دوستوں نے تحریک کی۔ کہ

شاہدرہ میں ایک مجذوب

رہتا ہے۔ اس کے پاس جانا چاہیئے۔ مگر بعض دوسرے دوستوں نے اس تجویز کی مخالفت کی اور کہا۔ کہ وہ نہایت گندی گالیاں بکتا ہے۔ اس کے پاس نہیں جانا چاہیئے۔ مگر جو جانے کے حق میں تھے۔ انہوں نے کہا۔ کہ آپ کو الہام ہوتا ہے دیکھنا چاہیئے۔ وہ کیا کہتا ہے۔ آپ خود بھی انکار کرتے رہے۔ مگر دوست اصرار کرکے لے گئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جب ہم وہاں پہنچے۔ وہ گالیاں دیتے دیتے یکدم خاموش ہوگیا۔ اس کے پاس ایک خربوزہ رکھا تھا۔ اسے اٹھا کر میرے پیش کیا۔ اور کہنے لگا کہ

یہ آپ کی نذر ہے

دیکھنے والے تو اس سے اور بھی معتقد ہوگئے۔ مگر آپ نے فرمایا۔ کہ وہ پاگل تھا۔ تو بعض اوقات پاگل کو بھی ایسی باتیں نظر آجاتی ہیں۔ جو عقلمند نہیں دیکھ سکتے۔ وہ چونکہ دنیا سے منقطع ہو چکا ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اسے بھی کسی وقت غیب کی باتیں نظر آجاتی ہیں۔

مومن کا تعلق باللہ

شریعت کے مطابق ہوتا ہے۔ اس لئے جب وہ کشف کی حالت میں ہوتا ہے۔ نیکی کا نمونہ ہوتا ہے۔ اور جب کشف سے باہر ہوتا ہے۔ تب بھی نیکی اور عقل کا نمونہ ہوتا ہے۔ لیکن پاگل جب اپنی حالت میں ہوتا ہے۔ عقل سے بے بہرہ ہوتا ہے۔ اور جب اسے افاقہ ہو۔ محض ایک دنیا کا کیڑا ہوتا ہے۔ صرف دماغ کی خرابی کی وجہ سے بعض دفعہ اسکی مخفی طاقتیں بیدار ہو جاتی ہیں۔ لیکن ولی اللہ کی طاقتیں اللہ تعالےٰ کی محبت کی وجہ سے بیدار ہوتی ہیں۔ نیز پاگل کو تو اتفاقی طور پر کبھی کوئی بات معلوم ہوتی ہے لیکن مومن پر اللہ تعالےٰ کا نور ہر وقت نازل ہو رہا ہوتا ہے۔ اور اس پر جب کبھی بھی کوئی مصیبت آنے لگتی ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے قبل از وقت خبر دے دیتا ہے۔ اور اسکی تائید میں اللہ تعالےٰ کے فضل نازل ہوتے رہتے ہیں۔ پس ہمارے سکرٹری اگر اخلاص اور مذہبی جنون سے کام کریں۔ تو یہی عہدے ان کو ولی اللہ بنا سکتے ہیں۔ اور ان پر رویاء و کشوف کے دروازے کھل سکتے ہیں۔ لیکن اگر وہ صرف دفتری طور پر کام کریں۔ جوش اور جنون سے نہیں۔ تو اللہ تعالےٰ کا سلوک بھی ان کے ساتھ ویسا ہی ہوگا۔ اگر وہ سمجھیں۔ کہ

سلسلہ کی ساری ذمہ واری

ہم پر ہے۔ اور محنت سے کام کریں۔ تو یقیناً یہی کام ان کے لئے بڑا مجاہدہ بن سکتا ہے اور اسی کے نتیجہ میں وہ اللہ کا قرب حاصل کر سکتے ہیں۔ مجاہدات بھی ہر زمانہ کے لئے علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ اس زمانہ میں تبلیغ اور نظام جماعت کی تکمیل کے مجاہدے زیادہ مقبول ہیں۔ اور اگر ہمارے سکرٹری تندہی سے کام کریں۔ تو اسی میں وہ

خدا تعالےٰ کا قرب

حاصل کر سکتے ہیں۔

اب کہ وقت بہت ہی کم رہ گیا ہے۔ میں پھر ایک بار توجہ دلاتا ہوں۔ کہ عہدیدار سستیاں چھوڑ کر کام کریں۔ اور نہ صرف مالی مطالبات پورے کرائیں۔ بلکہ دوسرے بھی اس میں شک نہیں۔ کہ ان تین سالوں کے اندر

قربانیوں کا بوجھ

جماعت پر بڑا ہے۔ مگر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ ان کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی زیادہ فضل نہیں۔

(الفضل ۔ ۱۱ مئی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۹؍ جولائی ۳۸ء

الٰہی جماعتوں میں منافقین کا پیدا ہونا سنت اللہ ہے

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

گذشتہ ایام میں یہاں

ایک واقعہ

ہؤا ہے۔ جسے مدنظر رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں۔ کہ پھر مجھے منافقین کے متعلق جماعت کو اچھی طرح واقفیت بہم پہنچا دینی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ قرآن کریم جیسی کتاب بھی بعض لوگوں کے لئے ہدایت کا مگر بعض کے لئے گمراہی کا موجب بھی ہو جاتی ہے۔ اس لئے مجھے اس سے غرض نہیں۔ کہ جماعت اس سے فائدہ اٹھاتی ہے۔ یا نہیں۔ میرے لئے یہی کافی ہے۔ کہ میں ایک بات کھول کر پہنچا دوں۔ آگے احباب جماعت اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں یا نہیں۔ میرے لئے یہ سوال کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ ہر ایک کا معاملہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہے۔ جو لوگ میری بات کو سنیں گے اور اس پر عمل کریں گے۔ اللہ تعالےٰ ان کے ساتھ اور ان کی اولادوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرے گا۔ لیکن جو رد کر دیں گے۔ ان کے اور ان کی اولادوں کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا معاملہ بھی ویسا ہی ہوگا۔

ہر شخص کا انعام

اسکی ذات سے وابستہ ہے۔ مجھے اس سے واسطہ نہیں۔ کہ لوگ کن کانوں سے سنتے ہیں۔ میرا فرض صرف یہ ہے۔ کہ جماعت کو آگاہ کر دوں۔ اور مخلصین کے طبقہ تک اسے پہنچا دوں۔

چند روز ہوئے

ناظر صاحب امور عامہ

میرے پاس آئے۔ اور اپنی ڈائری میں نوٹ کردہ واقعہ مجھے سنایا۔ کہ یہاں کے ایک دوکاندار چودھری حاکم دین صاحب اور ایک اور دوکاندار کے نمائندے محمد سعید صاحب ان کے پاس آئے۔ اور اجازت طلب کی۔ کہ ہم نے مصری صاحب کے ساتھ حساب کرنا ہے۔ ان سے ملنے کی اجازت دی جائے۔ اور چونکہ ہم نے یہ قانون مقرر کیا ہؤا ہے کہ ایسی صورت میں تین آدمیوں کو اکٹھا ملنے کی اجازت دی جایا کرے۔ کیونکہ حساب کتاب کا معاملہ ایسا ہے۔ کہ ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس غرض سے اجازت حاصل کرنے والا بہانہ کرتا ہے۔ یا واقعی اس نے کچھ لینا ہے۔ ناظر صاحب امور عامہ نے بتایا۔ کہ میں نے ان سے کہا۔ کہ آپ مرزا مہتاب بیگ صاحب کو ساتھ لے جائیں۔ دو آپ ہیں۔ تیسرے وہ ہو جائیں گے۔ اور تینوں اکٹھے جا کر مل آئیں۔ لیکن انہوں نے واپس آکر کہا۔ کہ ہم مل تو آئے ہیں۔ مگر ایک غلطی ہوگئی۔ مرزا مہتاب بیگ صاحب ملے نہیں تھے۔ اسلئے ہم ان کے بغیر ہی چلے گئے تھے۔ ان کا یہ ایسا

نامعقول عذر

تھا۔ کہ کوئی معقول آدمی اسے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ جس حساب پر پہلے سوا سال گذر چکا ہے۔ یہ حساب ان کے اخراج کے بعد کا تو ہو نہیں سکتا۔ اسلئے لازماً یہ سوا سال سے پہلے کا ماننا پڑے گا۔ اس پر اگر چند گھنٹے اور انتظار کرنا پڑتا۔ حتےٰ کہ وہ تیسرا آدمی مل جاتا۔ اور وہ اسے ساتھ لے جا سکتے۔ تو اس میں کیا حرج تھا۔ کیا اسی دن کوئی خاص مہورت تھا۔ اور کسی جوتشی نے ان سے کہا تھا۔ کہ اگر تم چند گھنٹوں کے اندر اندر نہ پہنچے۔ تو تمہارا روپیہ مارا جائے گا۔ یا

گورنمنٹ کا کوئی حکم

تھا۔ کہ اس وقت تک کے بعد تمہارا روپیہ ضبط ہو جائے گا۔ یا کیا قرآن کریم کا کوئی ایسا حکم ہے۔ کہ اگر اتنے عرصہ کے اندر اندر قرضہ نہ مانگا جائے۔ تو وہ تلف ہو جاتا ہے آخر کیا وجہ تھی؟ کہ وہ دو تین گھنٹے یا اگر تیسرا آدمی اس روز نہیں مل سکتا تھا۔ تو دوسرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روز جا کر نہیں مل سکتے تھے۔ اور ان کے لئے فوراً ہی وہاں پہنچنا ضروری تھا۔ یا انہیں اس بات سے کس نے منع کیا تھا۔ کہ اگر مرزا مہتاب بیگ صاحب نہیں مل سکتے تھے۔ تو دوبارہ ناظر امور عامہ کے پاس آ کر انہیں کہتے۔ کہ کوئی اور آدمی مقرر کر دیا جائے۔ خیر تو ناظر صاحب نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد مجھے بتایا۔ کہ انہوں نے کل پھر جانا ہے۔ اور میں نے ان کو تاکیداً کہہ دیا ہے۔ کہ کل ضرور مرزا صاحب کو ساتھ لے کر جائیں۔ یہ سنتے ہی فوراً میرے منہ سے فوراً نکلا۔ کہ وہ

کل بھی نہیں لے جائیں گے

اور اگلے دن وہ پھر میرے پاس آئے اور شرمندگی کے ساتھ کہا۔ کہ وہ آج پھر کسی کو ساتھ لے کر نہیں گئے۔ گو ضروری نہیں۔ کہ ایسے قیاسات جو ان حالات میں کئے جا سکتے ہیں۔ صحیح ہوں۔ بعض اتفاقات اور وجوہ بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر جب پہلے روز میں نے سنتے ہی کہہ دیا تھا۔ کہ وہ کل بھی کسی کو ساتھ نہیں لے جائیں گے۔ تو قدرتاً دوسرے روز کی بات طبیعت پر زیادہ گراں گذری اس وجہ سے میرے مشورہ کے ساتھ ان کے متعلق ناظر صاحب نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ کچھ عرصہ کے لئے

جماعت ان کا مقاطعہ کرے

یہ عرصہ پہلے پندرہ دن کا تھا۔ مگر بعد میں سات دن کر دیا گیا۔ اس لئے کہ ان کا بعد کا جو رویہ تھا۔ وہ اچھا تھا۔ میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ میعاد میں یہ کمی ان سفارشوں کی وجہ سے نہ تھی۔ جو ان کے بارے کی گئیں۔ کیونکہ ایسے موقعہ پر سفارش کرنا ملزم کو کوئی فائدہ پہنچانے کے بجائے خود

سفارش کرنیوالے کی منافقت کی علامت

ہوتی ہے۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ سفارش کرنے والوں میں میرے رشتہ دار بھی تھے اور دوسرے لوگ بھی۔ اور انہوں نے یہ خیال نہ کیا۔ کہ ایسی سفارش اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ تم ایک مثال بھی ایسی پیش نہیں کر سکتے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے زمانہ میں یا صحابہ کے وقت میں کسی کو سزا دی گئی ہو۔ اور اس مسئلہ کے واضح ہو جانے کے بعد اسکی سفارش آئی ہو۔ پھر میں نہیں سمجھتا۔ کہ تم ان مسائل کو کیوں یاد نہیں رکھتے کیا اس وجہ سے کہ کوئی شخص میرا رشتہ دار ہے۔ یا پریذیڈنٹ ہے۔ وہ یہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ اسے

شریعت کو توڑنے کا حق

ہے۔ میں یہ امر بھی صاف طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ جیسا ان لوگوں کا فعل منافقانہ تھا۔ ویسا ہی سفارش کرنے والوں کا ہے۔ مجھے کسی کا مطلقاً ڈر نہیں۔ خواہ کوئی میرا رشتہ دار ہو۔ یا جماعت میں سے بڑا آدمی ہو۔ جو بھی

خلافِ شریعت فعل

کا مرتکب ہوگا۔ اسے یہ بات سننی پڑیگی۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ میرے ایک رشتہ دار نے یہاں تک کہا۔ کہ میں چودھری حاکم دین کے متعلق مسجد اقصیٰ میں قسم کھانے کو تیار ہوں۔ حالانکہ قرآن کریم نے منافقوں کی ایک یہ علامت بھی قرار دی ہے۔ کہ وہ بلا شرعی حق یا ضرورت کے قسمیں کھانے لگ جاتے ہیں۔ اور جو شخص ایسی بات کے متعلق قسم کھانے کو تیار ہو جاتا ہے۔ جس کی صداقت کا شرعی ثبوت اس کے پاس نہیں۔ اس کا فعل یقیناً منافقانہ ہے جو شخص خدا تعالےٰ کی قسم کو اتنا کمزور سمجھتا ہے۔ کہ ذاتی علم کے نہ ہونے کے باوجود اس کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اس کے اندر ضرور کمزوری ہے۔ میں نے ان میں سے کسی کو بھی منافق قرار نہیں دیا۔ ان لوگوں کو بھی نہیں جو علیحدہ جا کر ملے تھے۔ اور سفارش کرنے والوں کو بھی نہیں۔ اور جیسا کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ منافق ہونا اور

منافقت کی رگ

کا ہونا دونوں میں بڑا فرق ہے۔ بعض اوقات مخلص مسلمانوں سے بھی شریعت کے کسی حصہ کی خلاف ورزی ہو جاتی ہے۔ مگر اس وجہ سے ہم انہیں کافر نہیں کہتے۔ نماز کے متعلق میرا تو یہی عقیدہ ہے۔ کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے۔ وہ مسلمان نہیں۔ مگر ایک گروہ ایسا ہے۔ جو تارک نماز کو کافر نہیں کہتا۔ اب دیکھو مسلمانوں میں سے ایک جماعت ایسی ہے۔ جو نمازوں میں سست ہے۔ ہزاروں ہیں۔ جو روزے باقاعدہ نہیں رکھتے اور شریعت کے دوسرے احکام بھی توڑتے رہتے ہیں۔ مگر ہم ان کو مسلمان ہی کہتے ہیں۔ وجہ یہی ہے۔ کہ ایک بات کو

پیشہ کے طور پر

اختیار کر لینا اور بات ہے۔ اور غفلت یا غلطی ہو جانا اور ہے۔ ابو الدرداءؓ ایک بڑے صحابی گزرے ہیں۔ وہ اتنے پایہ کے صحابی تھے۔ کہ ان کی موجودگی میں صحابہ کوئی کام ان کے مشورہ کے بغیر نہ کرتے تھے۔ ان کو رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا۔ کہ تمہارے اندر

جاہلیت کی رگ

ہے۔ انہوں نے پوچھا۔ کہ جاہلیت کفر والی۔ یا اسلام والی۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ کفر والی تو بعض دفعہ مخلص آدمی بھی منافقانہ فعل کر دیتا ہے۔ وہ خود منافق نہیں ہوتا۔ ہاں اس کا فعل منافقانہ ہوتا ہے۔ جن کو سزا دی گئی تھی۔ منافق سمجھ کر نہیں بلکہ

منافقانہ فعل

پر سزا دی گئی تھی۔ اور جن لوگوں نے سفارشیں کیں۔ انہوں نے اسلام کے احکام کی خلاف ورزی کی۔ اس لئے ان کا فعل بھی منافقانہ ہے۔ گو وہ خود منافق نہیں ہیں۔ بعض امور میں شریعت نے

سفارش کی اجازت

دی ہے۔ مگر وہ ایسے امور ہیں۔ جو سیاسی اور حکومت کے متعلق نہ ہوں۔ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ایک عورت کو جس نے چوری کی تھی۔ سزا دی۔ اس پر بعض لوگ سفارشیں کرنے آئے۔ کیونکہ اس وقت تک اسلامی تعلیم پوری طرح قائم نہیں ہوئی تھی۔ مگر سفارش سنکر رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سخت ناراض ہوئے۔ اور فرمایا خدا کی قسم

اگر فاطمہ چوری کرے

تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دوں گا۔ تو ایسی باتوں میں سفارش کرنا سخت نادانی کی بات ہے۔ اس کے معنے نظام کو درہم برہم کرنے کے ہیں۔ اس لئے میں یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ کوئی شخص کسی ناظر کے پاس انتظامی کام کے متعلق کوئی سفارش نہ کرے۔ اور اگر اس اعلان کے بعد بھی کوئی کرے گا۔ تو میں اسے منافق سمجھوں گا۔ کسی قاضی یا

ناظر کے پاس

کسی ایسے معاملہ میں سفارش منافقانہ فعل ہے۔ اور اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ اسے اپنے فرض کی ادائیگی سے روکا جائے۔ نظام سلسلہ میں ہر شخص یکساں حیثیت رکھتا ہے۔ یہ لوگ جو سفارشیں کرنے جاتے ہیں۔ آخر اسی برتے پر جاتے ہیں۔ کہ ہم

جماعت میں بڑے

سمجھے جاتے ہیں۔ یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کسی تعلق کی وجہ سے ہمیں رسوخ حاصل ہے۔ اور یاد رکھو جب کسی جماعت میں یہ خیال پیدا ہو جائے۔ کہ ہم بڑے آدمی ہیں۔ ہماری بات سننی جانی چاہیئے۔ تو یہ اسکی

تباہی کا پہلا قدم

ہوتا ہے۔ نظام سلسلہ کا جہاں تک تعلق ہے کوئی بڑا نہیں اور کوئی چھوٹا نہیں۔ دار الصحت کے آدمی سفارشیں لے کر کیوں نہیں آتے وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم غریب ہیں۔ ہماری بات کون سنے گا۔ اور جو آئے وہ یہی سمجھ کر آئے۔ کہ ہمیں ایک عزت اور رسوخ حاصل ہے۔ اور ہم بڑے آدمی ہیں۔ لیکن میں ان کو بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ نظام سلسلہ میں انکی بھی اتنی ہی عزت ہے۔ جتنی

دار الصحت کے رہنے والوں کی

اور جو اس سے زیادہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ آج بھی گیا۔ اور کل بھی۔ اچھی طرح سُن لو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد اور پوتے یا داماد سب کی جہاں تک نظام کا تعلق ہے۔ ان کی ویسی ہی حیثیت ہے۔ جیسی

ایک ادنےٰ خادم

کی۔ اور جو اس سے زیادہ سمجھتا ہے۔ اسے ارتداد۔ کفر اور یا پھر خدا تعالےٰ کے عذاب کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ اور جو ناظروں میں سے سفارش سنتا ہے وہ بھی تیار ہو جائے۔ کہ یا تو اسے ٹھوکر لگے گی۔ اور یا پھر وہ عذاب میں مبتلا ہوگا ناظر یا جسے کوئی اور عہدہ ملے۔ اس کے کان اس معاملہ میں بہرے ہونے چاہئیں۔ اور کسی کی بات کی اسے کوئی پروا نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ جب کوئی اس کے پاس ایسی سفارش لے کر آئے اسے کہنا چاہیئے۔ کہ

نکل جاؤ یہاں سے

گو مجھے اس بات کے کہنے سے شرم آتی ہے۔ اور حجاب محسوس ہوتا ہے۔ مگر کہنے سے رہ نہیں سکتا۔ کہ شروع ایام خلافت میں ایک دو دفعہ ایسا ہوا۔ بعض عورتیں حضرت ام المومنین کے پاس پہنچیں۔ اور ان سے سفارش کرانے کی کوشش کی۔ وہ میری والدہ ہیں۔ ام المومنین ہیں۔ اور

ان کا پایہ

سلسلہ میں بہت بلند ہے۔ مگر میں نے ان کی سفارش کو بھی کبھی برداشت نہیں کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور صاف کہہ دیا ہے۔ کہ میں اسے سننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اور ان سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے۔ جب سلسلہ کے نظام میں یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ وہ سفارش کریں تو پھر

کسی اور کی سفارش

کو کس طرح برداشت کیا جا سکتا ہے۔ سفارش کرنے والے امور اور ہوتے ہیں۔ مثلاً میں نے کسی سے روپیہ لینا ہے۔ اور تقاضا کر رہا ہوں۔ کسی کو علم ہے۔ کہ اسکی مالی حالت اچھی نہیں۔ تو وہ سفارش کر سکتا ہے۔ کہ اسکی مالی حالت کا مجھے علم ہے۔ بہت خراب ہے۔ ابھی اسے مہلت دی جائے۔ ایسی سفارش ثواب ہے۔ مگر نظام کے بارہ میں سفارش جائز نہیں۔ ہاں واقعات کا اگر کسی کو علم ہو۔ تو بتا سکتا ہے۔ مثلاً یہی معاملہ تھا۔ اگر کوئی عینی شاہد ہوتا۔ اور پھر وہ دیکھتا کہ تحقیقات غلط ہوئی ہے۔ تو وہ بتا سکتا تھا۔ کہ میں خود وہاں موجود تھا۔ بات یوں نہیں۔ یوں ہوئی تھی۔ یہ سفارش نہیں۔ بلکہ شہادت ہے جو

واجب اور فرض

ہے۔ مگر اس کیس میں تو ایسی صورت نہ تھی۔ انہوں نے خود اقرار کیا۔ کہ وہ تیسرے آدمی کے بغیر گئے۔ اور مصری صاحب نے ان سے الگ الگ باتیں کیں۔ میں تو حیران ہوں۔ کہ یہ حساب فہمی ہو رہی تھی۔ یا رشتہ ناطہ کی بات چیت تھی۔ جو کسی دوسرے کے سامنے نہ کی جا سکتی تھی۔ جب ان کے سامنے علیحدہ علیحدہ ملنے کا سوال پیش کیا گیا۔ تو ان کو اسی وقت سمجھ لینا چاہیئے تھا۔ کہ اب

ہمارے ایمان کا امتحان

کا موقعہ ہے۔ پھر یہ کیا ضروری ہے۔ کہ قرض خواہ مقروض کے مکان پر ہی جا کر مطالبہ کرے۔ قانون نے اور ذرائع بھی رکھے ہیں۔ ان کو استعمال کیا جا سکتا تھا۔

آئندہ کے لئے میں ناظروں پر بھی یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ اگر کسی ایسے معاملہ میں کوئی شخص ان کے پاس سفارش لے کر آئے۔ تو ان کا فرض ہے کہ فوراً میرے پاس اسکی رپورٹ کریں صرف رد کر دینا ہی کافی نہیں۔ اگر مجھے معلوم ہوا کہ ان کے پاس کسی نے سفارش کی۔ اور انہوں نے رد کر دی۔ مگر مجھے رپورٹ نہیں کی۔ تو میں سمجھوں گا۔ کہ

منافقت کی رگ

ان کے اندر بھی ہے۔ متواتر شکایتیں آتی رہتی ہیں۔ کہ سفارشیں کی جاتی ہیں۔ میرے اسی عزیز کے متعلق پہلے بھی ایک دفعہ شکایت آئی تھی۔ کہ دو شخصوں کا آپس میں مقدمہ تھا۔ اور ایک کے متعلق انہوں نے کہا۔ کہ یہ بڑا نیک آدمی ہے۔ اس کا خیال رکھیں۔ دوسرے فریق کو اس کا علم ہو گیا۔ اور انہوں نے میرے پاس شکایت کر دی۔ میں نہیں سمجھتا۔ کہ انہیں

کس نے داروغہ بنایا ہے

کہ اس طرح سفارشیں کرتے پھریں۔ ہر شخص اپنے دوستوں کو نیک سمجھتا ہے۔ تو کیا صرف اسی وجہ سے کہ کوئی شخص اپنے دوست کے نزدیک نیک ہے۔ ضروری ہے۔ کہ مقدمہ بھی اس کے حق میں ہو جائے۔ اگر اس سلسلہ کو جاری رہنے دیا جائے۔ تو ہر فریق کے متعلق اس کے دوست آ آ کر کہہ دیا کریں گے۔ کہ وہ نیک آدمی ہے۔ دس اسے اچھا کہیں گے۔ اور دس اسے۔ تو کیا اس صورت میں قاضی کسی کے خلاف بھی فیصلہ نہ کرے۔ اور اندھے راجہ کی طرح اپنے آپ کو پھانسی پر لٹکا لیا کرے۔ یہ طریق نہایت غلط ہے۔ اور منافقانہ ہے میں ان لوگوں کو تو منافق نہیں کہتا۔ مگر ان کا یہ فعل ضرور منافقانہ ہے۔

اسی طرح میں

قاضیوں اور ناظروں کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ وہ بہت احتیاط سے کام لیا کریں۔ اگر کوئی ان کے پاس کسی کی سفارش کرے۔ تو ہرگز پروا نہ کیا کریں۔ خواہ وہ کتنا بڑا آدمی کیوں نہ ہو۔ میں جانتا ہوں۔ کہ غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ بعض اوقات ہمارے گھروں میں بھی عورتیں آجاتی ہیں۔ اور میری بیویوں سے کہتی ہیں۔ بعض دفعہ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ میری بیویوں میں سے کسی نے کوئی سفارش اپنے کسی رشتہ دار ناظر یا افسر سے کر دی۔ لیکن جب مجھے علم ہوا۔ تو میں نے ہمیشہ گھر میں ڈانٹا۔ کہ کیوں ایسا کیا گیا کیا ناظر بد دیانت ہے۔ اگر بد دیانت ہے۔ تو اسے علیحدہ کر دینا چاہیئے۔ لیکن اگر نہیں۔ تو پھر کہنے کا کیا فائدہ؟

دوسرے اداروں میں سفارشیں

ہوتی رہتی ہیں۔ اور چونکہ وہاں سارا انتظام ہی اس طرح چل رہا ہے۔ اسلئے بعض اوقات ہم بھی سفارش کر دیتے ہیں۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ دنیا میں اس وقت چونکہ پیسہ کے بغیر کام نہیں چلتا۔ اس لئے اپنا حق لینے کے لئے کسی کو کچھ دے دینا جائز ہے۔ ہاں کسی کا حق لینے کے لئے ایسا کرانا ناجائز ہے۔ یہی حال سفارش کا ہے جہاں یہ چل رہی ہے۔ وہاں اپنا حق لینے کے لئے سفارش کر دینے میں کوئی ہرج نہیں۔ لیکن دوسرے کا حق مارنے کے لئے سفارش جائز نہیں۔ لیکن

سلسلہ کے نظام میں

اسے برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ ناظروں کو یہ بھی چاہیئے۔ کہ اپنی بیویوں پر دباؤ رکھیں۔ اور ان کو سختی سے روک دیں۔ کہ ایسی باتوں میں دخل نہ دیا کریں۔ میری خلافت کا پچیسواں سال اب ختم ہونے کو ہے۔ مگر کوئی یہ ثابت نہیں کر سکتا۔ کہ میں نے کبھی اپنی بیویوں سے ایسی باتیں کی ہوں۔ بلکہ

بعض اوقات لطیفہ

ہو جاتا ہے۔ میں ناظروں سے کوئی بات کرتا ہوں۔ وہ اپنی بیویوں سے کر دیتے ہیں۔ وہ میری بیویوں سے کرتی ہیں۔ اور پھر وہ مجھ سے کرتی ہیں۔ کہ سنا ہے یوں ہوا۔ تو یہ طریق بھی غلط ہے۔ میں نے سلسلہ کی ایسی بات اپنی بیویوں سے کبھی کی ہی نہیں۔ اور افسروں کا بھی فرض ہے۔ کہ اس کا خیال رکھیں۔ ہم نے انہیں مقرر کیا ہوا ہے۔ ان کی بیویوں کو نہیں انہیں اگر اپنی بیویوں پر اعتماد ہے۔ تو اپنے راز بے شک ظاہر کریں۔ مگر سلسلہ کے نہیں پس جس فعل پر ان دو آدمیوں کو سزا دی گئی۔ وہ یقیناً منافقانہ ہے۔ ایک شخص کا مسجد اقصیٰ میں قسم کھانا تو الگ رہا۔ اگر تم

سارے کے سارے

بھی قسم کھاؤ۔ تو میں کہوں گا۔ تم غلط کہتے ہو۔ یہ فعل واقعی منافقانہ ہے۔ ان میں سے ایک نے عجب لطیفہ مجھے لکھا۔ کہ میں نے سلسلہ کا کیا قصور کیا ہے۔ ستر روپے گئے۔ تو میرے گئے۔ سلسلہ کو کیا نقصان ہوا۔ یہ تو ایسی بات ہے۔ کہ کوئی احرار کو چندہ دے کر کہے۔ کہ روپیہ تو میرا گیا۔ سلسلہ کو کیا نقصان پہنچا۔ تم جو ستر روپے ایک مخالف کو دے آئے۔ کیا یہ

سلسلہ کا نقصان

نہیں۔ ستر چھوڑ اگر تم سات روپے بھی دے آتے۔ سات آنے بلکہ سات دمڑی بلکہ ایک دمڑی بھی دیتے۔ تو بھی سلسلہ کا نقصان تھا۔ اس طرح تو ایک کافر بھی کہہ سکتا ہے۔ کہ ابوجہل کے ساتھ مل کر جان تو میں نے اپنی دی خدا تعالےٰ کا اس سے کیا نقصان ہوا۔ تو یہ جواب خود

کمزوری ایمان پر دلالت

کرتا ہے۔ اگر اس کے اندر غیرت ہوتی۔ تو اسے خود معلوم ہو جاتا۔ کہ اس سے سلسلہ پر حرف آتا ہے۔ کیا یہ سلسلہ کی ہتک نہیں۔ کہ اس کے دو افراد نے اسکے نظام کو توڑا۔ اگر وہ سمجھتا ہے۔ کہ جماعت کے افراد کا روپیہ مخالف کے پاس جانا سلسلہ کا نقصان نہیں۔ تو یہ دوسری رگ منافقت کی ہے۔ مگر میں اسے بھی منافق نہیں کہتا۔ اگر وہ اپنے آئندہ طرزِ عمل سے ثابت کر دیں گے۔ کہ وہ منافق نہیں ہیں۔ تو ہمارے بھائی ہیں۔ اور اگر ان کا آئندہ طرزِ عمل ان کو منافق ثابت کرے گا۔ تو خدا تعالےٰ کے سلسلہ کو اس سے کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔

اس کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ دنیا میں کوئی جماعت اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایسی پیدا نہیں ہوئی۔ کہ جس میں منافق نہ پیدا ہوئے ہوں۔ میں حیران ہوں۔ کہ آپ لوگوں کے دماغ میں یہ بات کیوں نہیں گھستی۔ بعض دفعہ آپ لوگوں کو حیرت ہوتی ہے۔ کہ منافق کہاں سے آجاتے ہیں۔ مگر یاد رکھو۔ یہ

سنت اللہ

ہے۔ آج تک کوئی جماعت ایسی نہیں ہوئی۔ جس میں منافق نہ ہوئے ہوں۔ جب بھی کوئی جماعت اللہ تعالےٰ کی طرف سے قائم ہوتی ہے۔ اس میں منافق بھی ضرور ہوتے ہیں۔ مشہور انبیاء جن کے حالات معلوم ہیں۔ تین ہیں۔ سب سے زیادہ حالات رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے محفوظ ہیں۔ اور ان سے اتر کر حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے ہیں۔ اور زمانہ کے لحاظ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام ان سے پہلے گزرے ہیں۔ ان کے زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ منافق تھے یا نہیں۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے زمانہ میں

منافقوں نے تین مرتبہ بڑا زور پکڑا

ہے۔ ایک قصہ تو سامری کا مشہور ہی ہے۔ یہ شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بڑا اخلاص رکھتا تھا۔ اور آپ کے ساتھ ہجرت کر کے آیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو الہام ہوا۔ کہ طور پر آؤ۔ ہم تم سے باتیں کریں گے۔ آپ اللہ تعالےٰ کی اطاعت کے لئے وہاں پہنچے۔ اور وہاں عبادت کی۔ اللہ تعالےٰ کو خوش کرنے کی بہت جدوجہد کی۔ جو اللہ تعالےٰ کو بہت پسند آئی۔ اور اس نے آپ کو الہام کیا۔ کہ اس مدت میں ہم دس دن اور بڑھاتے ہیں۔ اور دس دن آپ کو اور الہام ہوں گے۔ پہلے تیس دن تھے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ فاتممنٰھا بعشر۔ مگر جب تیس دن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گزر گئے۔ اور لوگ حیران ہوئے۔ کہ موسےٰؑ واپس کیوں نہیں آئے۔ تو سامری جھٹ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ کہ موسیٰ تو گیا ہے مر۔ اور جس سے وہ باتیں کیا کرتا تھا۔ اس کا مجھے پتہ ہے۔ لوگوں سے جھٹ وہ سونا لیا۔ جو بنی اسرائیل نے فرعونیوں سے قرض لیا ہوُا تھا۔ اور ایک

بچھڑے کی شکل

بنادی۔ اس کے اندر ایک خلا رکھا۔ جس میں سے آواز نکلتی تھی۔ جیسے آج کل مکینک وغیرہ بنالیتے ہیں۔ یہ دیکھ کر بنی اسرائیل کو وہی عقیدت یاد آگئی۔ جو مصر میں ان کو بچھڑے سے تھی۔ اور جب اس میں سے آواز نکلی۔ تو انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ یہ واقعی خدا ہے۔ فوراً ایک جماعت اس کے ساتھ شامل ہو گئی۔ اور آناً فاناً اس کا اتنا رسوخ بڑھ گیا۔ کہ حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تعلق اخلاص رکھنے والے دوسرے لوگ ان کو کچھ نہ کہہ سکے۔ ان کو خیال تھا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ باہم تلوار چل جائے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام آکر ناراض ہوں۔ انہیں یقین تھا۔ کہ حضرت موسیٰ فوت نہیں ہوئے۔ اللہ تعالےٰ کے حکم سے گئے ہوئے ہیں۔ اور ضرور واپس آئیں گے۔ کیونکہ ابھی وہ پیشگوئیاں بھی پوری نہیں ہوئیں۔ جو

آپ کی زندگی میں

ہونی ہیں۔ اسلیئے اگر ہم نے کچھ کہا۔ اور فساد پیدا ہو گیا۔ تو ایسا نہ ہو۔ کہ حضرت موسیٰ آکر ناراض ہوں۔ اور کہیں۔ کہ تمہیں سمجھانا نہیں آیا پس وہ اسی وہم میں کہ ایسا نہ ہو حضرت موسیٰ آکر کہیں۔ کہ تم نے لوگوں کو مرتد کر دیا۔ خاموش رہے۔ نتیجہ یہ ہوُا۔ کہ ان

منافقوں کی حکومت

ہو گئی۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ کو بھی الہاماً بتا دیا۔ کہ پیچھے کیا ہوُا ہے۔ چنانچہ حضرت موسےٰ علیہ السلام غصہ میں واپس آئے۔ اور بائیبل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ

تین ہزار منافق قتل کئے گئے

تمہیں تو بعض دفعہ یہ سنکر کہ دو چار آدمی منافق ہوگئے ہیں۔ گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ اب کیا ہوگا۔ لیکن وہاں تین ہزار کو ایک دن میں سزا دی گئی۔ میں نے کہا ہے۔ کہ قتل کئے گئے۔ بائیبل میں یہی لفظ ہے۔ قرآن کریم میں بھی

قتل کا لفظ

آیا ہے۔ قتل بعض دفعہ اور طریق سے بھی ہوتا ہے۔ ممکن ہے۔ یہ قتل بائیکاٹ کی صورت میں ہی ہو۔ جیسا کہ احادیث سے پتہ لگتا ہے یا ممکن ہے۔ ان کی شریعت میں ہر منافق کی سزا قتل ہی ہو۔ بہرحال

تین ہزار منافق

تھے۔ ذرا اندازہ کرو۔ کتنی بڑی تعداد ہے۔ دوسرا واقعہ قارون کا ہے۔ سامری کو تو صرف پڑھے لکھے لوگ ہی جانتے ہیں۔ مگر قارون سے ہمارے زمیندار بھائی بھی واقف ہیں۔ کہتے ہیں۔ بڑا

قارون کا خزانہ

دے دیا ہے۔ یا کسی سے مانگتے ہی جاؤ۔ تو وہ کہتا ہے۔ کہ کیا میرے پاس قارون کا خزانہ ہے۔ تو یہ شخص بہت ہی مالدار تھا۔ یہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے تھا۔ مگر اندر ہی اندر آپ کے خلاف کوششیں کرتا رہتا تھا۔ آخر اللہ تعالےٰ نے اسے ہلاک کر دیا۔ گویا اسے آسمانی سزا ملی۔ تیسرا واقعہ وہ ہے۔ جس کی طرف قرآن کریم نے

اٰذوا موسیٰ

والی آیت میں اشارہ کیا ہے۔ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی قوم میں سے ایک جماعت یہ کہنے لگ گئی تھی۔ کہ آپ کو کوڑھ ہو گیا ہے۔ بعض کا خیال تھا۔ کہ آپ کے خصیوں میں پانی بھر گیا ہے۔ اور اسے بھی وہ لوگ عیب سمجھتے تھے۔ بعض کا خیال تھا کہ خصیوں پر کوڑھ ہے۔ بعض لوگوں کو بوجہ اس کے کہ ان کا چمڑا نرم ہوتا ہے۔ بعض دفعہ کھجلی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ممکن ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی یہ تکلیف ہو۔ اور وہ اسے سمجھتے ہوں۔ کہ کوڑھ ہے۔

حدیثوں میں ایک واقعہ

آتا ہے۔ جس کی میں تو اور تاویل کیا کرتا ہوں۔ مگر بہرحال آتا یوں ہے۔ کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام ایک مرتبہ نہانے لگے۔ تو ایک پتھر پر کپڑے رکھے۔ اور وہ پتھر کپڑے لے کر بھاگ گیا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام اس کے پیچھے بھاگے۔ اور ان لوگوں نے دیکھ لیا۔ کہ آپ کے اندام نہانی پر داغ نہیں تھے وہاں حجر کا لفظ ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ اگر یہ واقعہ اسی طرح ہے۔ تو حجر کسی شخص کا نام ہوگا۔ یہ نام ہوتا ہے۔

ابن حجر ایک بہت بلند پایہ امام گذرے ہیں۔ گذشتہ تیرہ سو سال میں جو چند ایک ممتاز علماء پیدا ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک ہیں۔ وہ پتھر کے بیٹے تو نہیں تھے۔ یا تو کسی وجہ سے یہ ان کی کنیت تھی۔ اور یا پھر ان کے باپ کا نام حجر ہوگا۔

اس کے علاوہ

ایک واقعہ اور

بھی ہے۔ جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم اور خاندان کے بعض اور افراد بھی شامل تھے۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کے الزام کا واقعہ ہے۔

قارون کے واقعہ اور اس واقعہ کو اگر اکٹھا ہی سمجھ لیا جاوے۔ تو یہ تین واقعات منافقوں کے ہیں۔ اور اگر یہ علیحدہ ہے۔ تو چار ہیں۔ لیکن اگر اسے علیحدہ نہ بھی سمجھا جائے تو بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف کم سے کم تین مرتبہ

منافقوں نے بغاوت

کی ہے۔ ان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے ہیں۔ اور ان کے بارہ حواریوں میں سے ایک جو سب سے زیادہ

آپ کا مقرب

تھا۔ اور جس کا دعوےٰ تھا۔ کہ خواہ ساری دنیا چھوڑ دے۔ میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا۔ اور جو ان کے ساتھ ایک تھالی میں کھانا کھایا کرتا تھا۔ آخر اسی نے آپ کو پکڑوا دیا۔ واقعات اس قسم کے ہیں۔ کہ اگر اس وقت آپ نہ پکڑے جاتے۔ تو شاید بچ جاتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ پتہ لگ گیا تھا۔ وہ چھپ گئے تھے۔ اور بھیس بدل لیا تھا۔ جس سے کہ کوئی پہچان نہ سکتا تھا۔

یہودا اسکریوطی

کو چونکہ علم تھا۔ کہ کیا بھیس بدلا ہوُا ہے۔ اس نے سرکاری افسروں سے ساز باز کی اور کہا۔ میں جا کر جسے پکڑ کر پیار کروں گا۔ سمجھنا وہی عیسیٰ ہے۔ چنانچہ وہ گیا۔ اور جا کر آپ کو چوما۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو بھی الہام سے اس کا علم ہو چکا تھا۔ اور آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے جو بات کہی تھی۔ وہ پوری ہو گئی۔ میں نے کہا تھا۔ کہ جس نے طباق میں ہاتھ ڈالا ہے وہی مجھے پکڑوائے گا۔" (متی باب ۲۶)

اس کے بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ آیا۔ آپ کا حال بھی ظاہر ہے۔ ایک دو نہیں۔ بلکہ ایک زمانہ ایسا آیا۔ کہ آپ کے ماننے والوں کا قریباً

تیسرا حصہ منافق

ثابت ہوُا۔ اُحد کی جنگ کے موقعہ پر جتنے مسلمان تھے۔ سب کے سب شامل ہوئے۔ حتیٰ کہ بچے بھی شریک ہو گئے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا۔ کہ پندرہ سال سے کم عمر کے بچے واپس چلے جائیں۔ ایک لڑکے نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ میں تیر بہت اچھا چلانا جانتا ہوں۔ دوسروں نے بھی کہا۔ کہ واقعی اس کا نشانہ بہت اچھا ہے۔ خطا نہیں جاتا۔ آپ نے فرمایا۔ اسے رہنے دو۔ مگر اس کا مدمقابل ایک اور ساتھی تھا۔ وہ بھی پندرہ سال سے کم عمر کا تھا۔ وہ رونے لگ گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی بیوی سے شاید اس کا کوئی رشتہ تھا۔ یا کوئی رضاعی رشتہ ہوگا۔ اس نے ان سے جا کر کہا۔ کہ اس طرح فلاں لڑکے کو شامل کر لیا گیا ہے۔ حالانکہ میں تو اسے گرا لیتا ہوں۔ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا۔ کہ یہ لڑکا اس طرح کہتا ہے۔ آپ کو اس بات کا لطف آیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔ کہ اچھا آؤ

دونوں کی کُشتی

کراتے ہیں۔ یہ لڑکا طاقتور تھا۔ یا نہ تھا۔ مگر چونکہ اس کے دل میں جوش تھا۔ کہ کسی نہ کسی طرح شامل ہو جاؤں۔ اس لئے ایسا زور لگایا۔ کہ اسے گرا کر سینہ پر بیٹھ گیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اب تمہارا حق ہو گیا اب چلو۔ تو

پندرہ پندرہ برس کے بچوں

کو بھی ساتھ لے جانا بتاتا ہے۔ کہ وہ وقت مسلمانوں کے لئے کس قدر خطرناک تھا۔ مگر سب کو ملا کر مسلمانوں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ اور مقابل پر مکہ کے کفار کا لشکر تین ہزار تھا۔ اور کچھ لوگ دوسری قوموں کے بھی تھے۔ لیکن جب یہ ایک ہزار کا لشکر مدینہ سے تین چار میل باہر آیا۔ تو عبداللہ بن ابی کے ساتھ تین سو مسلمان واپس ہو گئے۔ کہ ہم نہیں جا سکتے۔ ذرا اس حالت کا اندازہ کرو۔ کہ

ایک ہزار میں سے تین سو

لوٹ پڑتے ہیں۔ اور اس جگہ سے لوٹتے ہیں۔ جہاں خدا تعالےٰ کا رسول خود موجود ہے۔ اسکی نظروں کے سامنے اٹھتے اور واپس ہو جاتے ہیں۔ اور تین سو ہزار میں سے تیس فی صدی ہے۔ قادیان میں دس ہزار احمدی آباد ہیں۔ اس نسبت سے تین ہزار بنتا ہے۔ مگر وہاں تین سو آدمی ایسے نازک موقعہ پر چلے جاتے ہیں۔ اور صحابہ ذرا بھر پروا نہیں کرتے۔ مگر تم ہو۔ کہ تین آدمیوں کے منافق ہونے کا علم ہونے سے گھبرا جاتے ہو۔ حالانکہ خدا تعالےٰ کے سلسلہ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تین نہیں، تین سو تین ہزار بلکہ تین لاکھ بھی منافق ہوں۔ اور کامل مومن ان کے مقابلہ میں ایک ہی ہو۔ تو بھی وہ نہیں ڈریگا۔ اور کہیگا۔ کہ تم شیطان کے ساتھی ہو۔ اس لئے بیشک اسکی طرف چلے جاؤ۔ لیکن میں خدا تعالےٰ کا ہوں۔ اس لئے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس جاؤں گا۔

حضرت انس بن نضر

ایک صحابی تھے۔ جو جنگ بدر میں شامل نہ ہوئے تھے۔ کیونکہ اس وقت کوئی عام احساس نہ تھا۔ کہ لڑائی ہوگی۔ اس لئے خصوصاً انصار میں سے بہت سے لوگ رہ گئے تھے۔ جب انہوں نے جنگ کی خبر سنی۔ تو دل میں غصہ آتا تھا۔ اور کہتے تھے۔ کہ اگر پھر کبھی جنگ ہوئی تو میں اللہ تعالےٰ کو بتاؤں گا۔ کہ کس طرح لڑا کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ دیکھ لے گا۔ کہ مومن کس طرح لڑتے ہیں۔ یہ

گو جہالت کی بات

تھی۔ مگر چونکہ وہ اخلاص سے کہتے تھے۔ اور ایسی ہی بات تھی۔ جیسے حضرت موسےٰ اور گڈریے کا واقعہ ہے۔ اور گو یہ ایسی بات تھی۔ جو معمولی ایمان والے شخص کو مرتد کرنے کے لئے کافی تھی۔ مگر وہ چونکہ کمال اخلاص اور دین کی خدمت کی حسرت سے کہہ رہے تھے۔ اسلئے اللہ تعالےٰ نے اسے قبول کیا اور کچھ عرصہ بعد احد کی جنگ پیش آگئی۔ جس میں پہلے

مسلمانوں کو فتح

ہوگئی۔ بعض مستغنی المزاج لوگوں نے کہا۔ کہ فتح تو ہوگئی۔ مال کیا کرنا ہے۔ اسلئے ادھر ادھر پھیل گئے۔ لیکن بعد میں فتح شکست سے بدل گئی۔ ابو عامر ایک شخص کفار کے لشکر میں تھا۔ اسکی یہودیوں کے ساتھ رشتہ داری تھی۔ مگر وہ مکہ چلا گیا تھا۔ ہشیار آدمی تھا۔ اسے معلوم تھا۔ کہ مسلمان جیت جایا کرتے ہیں۔ اس لئے اس نے گڑھے کھود کر اوپر تنکے وغیرہ ڈال دیئے تھے۔ تا مسلمان فتح پانے کے بعد جب آگے بڑھیں گے۔ تو ان میں گر جائیں گے۔ انہی گڑھوں میں سے ایک میں رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم گر گئے۔ آپ کے اوپر اور کئی صحابہ شہید اور زخمی ہو کر گرے اور یہ خیال ہوگیا۔ کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔ یہی حضرت انس بن نضر کھجوریں کھاتے پھرتے تھے۔ کہ حضرت عمرؓ کو ایک پتھر پر سر جھکائے نہایت دلگیر دیکھا۔ تو پوچھا۔ کہ پریشانی کی کیا وجہ ہے۔ مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ یہ خوشی ہونے کی بات ہے۔ یا غمگین ہونے کی۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ نضر تمہیں پتہ نہیں کیا ہوگیا۔ دشمن نے پھر حملہ کر دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شہید ہو گئے۔ حضرت نضر کھجوریں کھا رہے تھے۔ صرف ایک کھجور باقی تھی۔ وہ بھی پھینک دی۔ اور کہا۔ کہ

میرے اور جنت کے درمیان

کیا ہے۔ صرف یہی کھجور ہے۔ اور حضرت عمر سے کہا۔ کہ جب محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نہیں رہے۔ تو ہم نے دنیا میں رہ کر کیا کرنا ہے۔ تلوار لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑے اور آخر شہادت پائی۔ جب لاش دیکھی گئی۔ تو

اسّی زخم

تھے۔ آپ کی انگلی پر ایک نشان تھا۔ اور اسی سے آپ کی بہن نے لاش کو شناخت کیا۔ ورنہ پہچاننا مشکل تھا۔ یہ وہ شخص تھا کہ جس نے جب سنا۔ کہ لوگ بھاگ گئے ہیں۔ تو اس نے کہا۔ کہ انہوں نے

اپنے اعمال کا جواب

دینا ہے۔ اور میں نے اپنے کا۔ مجھے کیا اگر دوسرے بھاگ گئے ہیں۔ میں تو وہیں جاؤنگا جہاں رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ تو دیکھو ایسے نازک موقعہ پر تین سو آدمی ہزار میں سے لوٹ جاتا ہے۔ مگر صحابہ بھی

کس دل گردے کے آدمی

تھے۔ کہ پروا نہیں کرتے۔

اسی طرح ایک اور مخلص صحابی کا واقعہ ایسا رقت انگیز ہے۔ کہ کوئی شخص بغیر رقت اسے پڑھ بھی نہیں سکتا۔ چہ جائیکہ بیان کر سکے۔ جب یہ تین سو آدمی رسول کریمؐ کو چھوڑ کر لوٹ گئے۔ تو عبداللہ بن عمرو جو انصار میں سے تھے۔ مسلمان اور خصوصاً احمدی ان کو جانتے ہیں۔ جیسا کہ میں آگے چل کر بتاؤں گا۔ وہ یہ برداشت نہ کر سکے۔ اور انہیں سمجھانے کے لئے گئے یہ واقعہ بتاتا ہے۔ کہ اس وقت تین سو کے لوٹنے سے ان کا

مومنانہ استغناء

بھی متزلزل ہوگیا تھا۔ خیر تو حضرت عبداللہ بن عمرو ان کے پاس گئے۔ اور جو الفاظ انہوں نے کہے۔ وہ بتاتے ہیں۔ کہ اس وقت ان کی وہی حالت تھی۔ جو ہمارے ملک میں اس مصیبت زدہ کی ہوتی ہے۔ جو شدت غم میں اور بے لبسی کی حالت میں اپنے پر رحم دلانے کے لئے ہاتھ باندھ کر اپنے مخاطب سے التجا کرتا ہے۔ وہ الفاظ جن میں انہوں نے ان منافقوں کو مخاطب کیا وہ یہ ہیں۔ اے میری قوم میں تمہیں خدا تعالےٰ کا واسطہ دیتا ہوں۔ کہ اس طرح اپنے نبی کو چھوڑ کر نہ جاؤ۔ ان کی یہ بات بتاتی ہے۔ کہ اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور مسلمانوں کے لئے ایسا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ کہ عبداللہ جیسے بہادر کے مومنانہ استغناء میں بھی تزلزل واقعہ آگیا۔ مگر ان ظالموں نے آگے سے یہ جواب دیا۔ کہ اگر ہم جانتے۔ یہ لڑائی ہے۔ تو ضرور لڑتے۔ یعنی یہ تو لڑائی نہیں۔ خودکشی ہے۔ ایک دوست نے کچھ عرصہ ہوا میرے ایک خطبہ میں یہ معنے سنکر مجھے لکھا تھا۔ کہ اس آیت کے تو یہ معنی ہیں۔ کہ ہمیں لڑنا نہ آتا۔ تو ہم کبھی واپس نہ لوٹتے۔ لیکن اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ معنے وہی صحیح ہیں۔ جو میں کرتا ہوں۔ عبداللہ بن ابی ایک جرنیل تھا۔ اسے کیا لڑنا نہیں آتا تھا۔ یہاں

نعلم کے معنے

تعرف ہیں۔ یعنی اگر ہم اسے قتال قرار دیتے۔ اگر اسے لڑائی سمجھتے۔ یہ تو خودکشی ہے۔ جب انہوں نے یہ جواب دیا۔ تو حضرت عبداللہ نے کہا۔ کہ اچھا اگر جاتے ہو۔ تو جاؤ پروا نہیں۔ ہم تو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس جاتے ہیں۔ وہ بھی شہید ہوئے۔ اور ان کی لاش پر بھی بہت زخم تھے۔ غریب آدمی تھے اور خاندان بڑا تھا۔ اسلئے مقروض بھی رہتے تھے۔ ان کے لڑکے حضرت جابر کو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دیکھا کہ سر نیچے ڈالے بیٹھے ہیں۔ تو دریافت فرمایا۔ کہ جابر کیوں کیا ہے۔ اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں۔ باپ مر گیا ہے۔ عیالداری ہے۔ قرضہ بھی بہت ہے۔ اور یہ سب بوجھ مجھ پر آپڑا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر تمہیں علم ہو۔ کہ تمہارے باپ کے ساتھ

اللہ تعالےٰ نے کیا سلوک

کیا۔ تو تم ہرگز ملول نہ ہو۔ دوسروں کے ساتھ تو اللہ تعالےٰ حجاب کے پیچھے سے بات کرتا ہے۔ مگر

تمہارے والد کو بالمشافہہ

بلایا اور فرمایا۔ عبداللہ مانگ جو مانگتا ہے میں دوں گا۔ اس پر عبداللہ نے کہا۔ کہ اے اللہ میرا مطالبہ یہی ہے۔ کہ مجھے پھر زندہ کر۔ تا میں

پھر تیری راہ میں

مارا جاؤں۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے جواب دیا۔ کہ اگر میں نے اپنی ذات کی قسم نہ کھائی ہوتی۔ کہ مُردے دنیا میں واپس نہیں لوٹائے جائیں گے۔ تو میں ضرور تجھے واپس کر دیتا۔ یہی وہ حدیث ہے۔ جسے ہم حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے جسمانی مُردوں کے زندہ نہ کر سکنے کے متعلق ہمیشہ پیش کیا کرتے ہیں۔ اور اس وجہ سے اکثر احمدی ان کے نام سے واقف ہیں۔ جب ان عبداللہ بن عمرو کی وفات کی خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پہنچی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ انصار پر فضل کرے۔ ان میں سے عبداللہ نے ہماری بہت خدمت کی ہے۔ تو یہ کتنا نازک موقعہ تھا۔ مگر

تیس فی صدی لوگ

واپس ہو گئے۔ اور اس سے صحابہ کو قطعاً کوئی ابتلا نہیں آیا۔ مگر تمہارے لئے کیا کبھی اس کا دسواں حصہ بھی ابتلا آیا ہے تمہارے لئے تو اس کا سواں حصہ بھی نہیں آیا۔

اس کے بعد

اسلام کو شوکت

حاصل ہوتی گئی۔ اور جوں جوں مسلمان بڑھتے گئے۔ منافقوں کی نسبت بھی کم ہوتی گئی۔ جب مسلمان دو ہزار ہو گئے۔ تو منافق جو تین سو تھے۔ لازماً پندرہ فی صدی ہو گئے۔ جب مومن پانچ ہزار ہوئے۔ تو منافق چھ فیصدی رہ گئے۔ جب مومن دس ہزار ہوئے۔ تو منافق تین فی صدی باقی رہ گئے۔ چاہے تعداد ان کی اس وقت بھی تین سو ہی ہو۔ مگر نسبت کم ہوگئی۔ اس طرح ان کی تعداد کم ہوگئی۔ اور یہ ابھرنے سے رہ گئے۔ مگر جب اسلام دوسرے ملکوں میں پھیلا۔ تو ان علاقوں میں جہاں تربیت مکمل نہ ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے پھر زور پکڑا۔ خصوصاً جب غیر قوموں سے مقابلہ ہوتا۔ تو ان میں بھی جوش پیدا ہوتا۔ جیسا کہ پچھلے دنوں جب

حکومت سے ہمیں بعض اختلافات

ہوئے تھے۔ تو منافق کہتے تھے۔ کہ اب کام بن گیا۔ اب انگریزوں سے لڑائی شروع ہو گئی ہے۔ ذرا کسی سپاہی نے سلام کر دیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ اس طرح واقفیت پیدا کر کے کچھ باتیں معلوم کرے۔ تو ان کا دماغ عرش پر پہنچ گیا۔ کہ سپاہی نے ہم سے بات کی۔ منافقوں کے دماغ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ جیسا ایک چوہڑے کا تھا۔ جب مہاراجہ رنجیت سنگھ فوت ہوئے۔ تو چونکہ ان کی حکومت کے زمانہ میں ایک نظام قائم ہوا تھا۔ اور عدل بھی ہونے لگا تھا۔ اسلئے لوگوں کو بہت صدمہ ہوا۔ وہ بہت رو رہے تھے۔ کہ ایک چوہڑا ادھر سے گزرا۔ پوچھنے لگا۔ کیا ہوا۔ لوگ اتنا رو رہے ہیں۔ کسی نے تبایا۔ کہ مہاراجہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ سنکر کہنے لگا۔ میں نے سمجھا۔ خبر نہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہ لوگ ایسے بے تاب ہیں۔ جب باپو یعنی میرے باپ جیسے لوگ مر گئے۔ تو مہاراجہ رنجیت سنگھ بے چارہ کس حساب میں تھا۔ کہ وہ نہ مرتا۔ اسی طرح ان کے نزدیک بھی سپاہی یا

تھانہ دار کا سلام

بڑی چیز ہے۔ گھر پہنچتے ہیں۔ تو پیر زمین پر نہیں لگتے۔ کہ سرکاری افسر نے ہمیں سلام کر دیا۔ حالانکہ سمجھتے نہیں۔ کہ اس نے تمہارے چہرہ پر نفاق دیکھا۔ اور سلام کر دیا۔ کہ اس سے کام لیں گے۔ اس طرح مسلمانوں کی جب روم والوں سے لڑائی شروع ہوئی۔ تو منافقوں نے کہا۔ کہ اب گئے۔ چنانچہ منافقوں نے ابو عامر راہب کی مدد سے پھر آپس کی تنظیم کی۔ اور ایک بستی الگ بسائی۔ اور اس میں علیحدہ مسجد بنائی۔ اور علیحدہ گاؤں بنا لیا۔ ابو عامر راہب بھیس بدل کر آیا۔ اور صوفی بنکر مسجد میں رہنے لگا۔ ان لوگوں نے یہ تجویزیں کرنی شروع کیں۔ کہ کسی طرح

روم کی حکومت سے

مسلمانوں کی لڑائی کرائی جائے۔ اور جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ادھر جائیں۔ تو مدینہ میں بغاوت کر دی جائے۔

اس لئے انہوں نے مشہور کرنا شروع کیا۔ کہ رومیوں کا لشکر مدینہ پر حملہ کے لئے آرہا ہے۔ اس خبر سے مسلمانوں میں شور پیدا ہوا۔ کیونکہ ان کے لئے یہ ایسی ہی خبر تھی۔ جیسے کوئی کہے۔ کہ ریاست کپورتھلہ یا مالیر کوٹلہ پر انگریز فوج کشی کر رہے ہیں۔ کجا وہ سلطنت جو یورپ سے شروع ہو کر ایران تک آتی تھی۔ اور مصر بھی اس کے ماتحت تھا۔ اور کئی ممالک اس کے باجگذار تھے۔ اور جو بیک وقت

چار پانچ لاکھ کا لشکر

میدان میں لا سکتی تھی۔ بلکہ بعض جنگوں میں تو رومی آٹھ دس لاکھ آدمی بھی لائے ہیں۔ اور کجا وہ لوگ جن کا سارا لشکر ہی دس پندرہ ہزار تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے مشہور کر دیا۔ کہ رومی حملہ کر رہے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اسکی خبر ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ بہتر ہو گا۔ ہم

باہر جا کر مقابلہ

کریں۔ چنانچہ آپ مسلمانوں کو ساتھ لے کر چل پڑے۔ رستہ میں جب پوچھنا شروع کیا۔ کہ یہ خبر کہاں سے نکلی ہے۔ تو اسکی حقیقت کھلی۔ کسی نے بھی یہ اقرار نہ کیا۔ کہ ہم نے لشکر کو آتے دیکھا ہے۔ آپ کو شبہ ہوا۔ کہ یہ

منافقوں کی شرارت

ہے۔ اور آپ تھوڑی دور سے ہی واپس آگئے۔ منافق بہانوں سے پہلے ہی ساتھ نہ گئے تھے۔ ان کو خیال تھا۔ کہ اس خبر کے زیر اثر مسلمان جاتے ہی رومی علاقہ پر حملہ کر دیں گے۔ اور پھر رومی خود بخود ان کے مقابلہ پر آئیں گے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو یہ طریق ہی نہ تھا۔ دشمن اگر حملہ کرے۔ تو آپ کرتے تھے۔ ورنہ نہیں جب مسلمان واپس آگئے۔ تو ان کی امیدیں ناکام ہو گئیں۔ آخر آپ نے اس

مسجد کو مسمار

کرایا۔ اور اسکی جگہ میلہ کا ڈھیر بنایا گیا۔ بلکہ اس محلہ کو ہی آپ نے گروا دیا۔ پھر آپ کی وفات کے بعد تو یہ فتنہ اس طرح اٹھا۔ کہ صرف اڑھائی شہر ایسے رہ گئے جہاں نماز باجماعت ہوتی تھی۔ ورنہ سب جگہ آگ لگ گئی تھی۔ حضرت عمر کے زمانہ میں یہ اکا دکا رہے۔ مگر حضرت عثمان اور حضرت علی کے زمانہ میں پھر زور پکڑا۔

تو منافقوں کا ہر زمانہ میں موجود رہنا ضروری ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ شیطان سو جائے گا۔ اگر رحمانی فوجیں کام کرتی رہتی ہیں۔ تو شیطانی بھی غافل نہیں رہ سکتیں۔ یہ شیطان کا دستور ہے۔ کہ وہ ہمیشہ ایسے آدمی کھڑا کرتا رہتا ہے۔ جن سے اسلام کو نقصان پہنچے۔ اسلئے ہماری جماعت اگر یہ خیال کرتی ہے۔ کہ کسی وقت منافق باقی نہیں رہیں گے۔ تو یہ اسکی غلطی ہے۔ کوئی قوم ایسی نہیں ہوئی۔ کہ جس کے سو فی صدی افراد مومن اور مخلص ہوں۔ یہ خدا تعالےٰ کے نظام کو باطل کرنے والی بات ہے۔ یہ

خدا تعالےٰ کا قانون

ہے۔ کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ پس یہ امید ہرگز نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ منافق ختم ہو جائیں گے۔

اب چونکہ سوا تین بج چکے ہیں۔ اس لئے باقی باتیں میں آئندہ خطبہ میں انشاءاللہ بیان کروں گا۔ اس وقت صرف یہی کہہ کر ختم کرتا ہوں۔ کہ منافق ہر جماعت میں ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے ہمیں یہ خیال کبھی نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ ہم میں کس طرح پیدا ہو گئے۔ تم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر تو نہیں ہو سکتے۔ اگر آپ کے ایک ہزار ساتھیوں میں سے تین سو منافق ہو سکتے ہیں۔ تو تم میں سے اگر دو چار دس یا زیادہ منافق نکل کھڑے ہوں۔ تو گھبرانے کی کونسی بات ہے۔

(الفضل)

پنجاب یونیورسٹی میں مسلمانوں کی حق تلفی

رائے عامہ ہمیں مجبور کرتی ہے۔ کہ حقیقت کو بے نقاب کریں۔ اور اپنے محسن وزراء سے سوال کریں۔ کہ یونیورسٹی میں مسلمانوں کے ساتھ جو بے انصافی ہو رہی ہے۔ اس کا کیا سدباب کیا گیا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی میں دس لاکھ روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے۔ جس میں سے قریبًا نو لاکھ روپیہ ہمارے ہندو برادران میں نہایت خاموشی سے تقسیم ہو جاتا ہے۔ مسلمان یونیورسٹی کی اس لوٹ میں سے کچھ بھی نہیں پاتے۔

زیادہ ممتحن ہندو۔ پرچہ دیکھنے والے ہندو۔ امتحان کے وقت طلباء کی دیکھ بھال رکھنے والے ہندو۔ یونیورسٹی کے تمام ٹھیکہ دار ہندو۔ غرضیکہ ہر طرف ہندو ہی ہندو ہیں۔ یونیورسٹی کو غور سے دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ پنجاب میں کوئی مسلمان نام کو نہیں رہتا۔ ہم نے مانا۔ کہ پنجاب میں اسوقت اتحادی حکومت ہے۔ جو فرقہ دارانہ کسی سوال پر غور کرنا نہیں چاہتی۔ مگر اس اتحاد کے یہ معنی نہیں ہو سکتے۔ کہ مسلمانوں کے حقوق جو مدت سے غصب شدہ ہیں۔ ان کو وہ کبھی بھی نہ دیئے جائیں۔ اور یونیورسٹی کا دس لاکھ روپیہ ہر سال ہندوؤں میں خاموشی سے تقسیم کر دیا جائے۔ اب وقت آگیا ہے۔ کہ مسلمان اس لوٹ کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر ہمارے وزیر تعلیم ذرا بھی اس طرف توجہ فرما سکتے تو ہمیں یقین تھا۔ کہ یہ حالات اتنے افسوسناک نہ ہوتے۔ خدا کی قدرت ہے۔ کہ پہلے ملک فیروز خاں صاحب نون کے عہد میں بھی کچھ نہ ہوا۔ اور اب بھی مسلمانوں کی قسمت ایسی پھوٹی۔ کہ قرعہ فال ایسے شخص پر پڑا۔ جو بالکل بے پرواہ تھا۔ کیا یہ انصاف نہیں ہے۔ کہ دو ہمسایہ قوموں کو ان کی آبادی کے مطابق یونیورسٹی میں حصہ دیا جائے۔ اس میں فرقہ دارانہ کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔

سینکڑوں بی۔ اے اور ایم۔ اے مسلمان بے کار پھر رہے ہیں۔ یونیورسٹی میں ان سے ادنے لیاقت کے ہندو سینکڑوں روپے ماہوار تنخواہ پا رہے ہیں۔

پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی ہی کو لے لو۔ جہاں گذشتہ چالیس سال سے ہندو ہیڈ کلرک کا قبضہ ہے۔ ان کے ماتحت بھی تمام عملہ ہندوؤں کا ہے۔ وہاں کبھی کوئی مسلمان نہیں لگایا جائیگا ہر سال امتحانوں کے موقعوں پر ریونجیلیٹر مقرر کرتے وقت مسلمانوں کو آٹے میں نمک کا حصہ بھی نہیں دیا جاتا۔ اسکی کیا وجہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی درخواستوں پر غور نہیں کیا جاتا۔ کیا اسمبلی کے ممبروں میں سے کوئی صاحب ہماری ان معروضات کو پیش کرنے کی تکلیف گوارا کر سکتے ہیں۔ ہمیں امید ہے۔ کہ پہلے تو کوئی صاحب جرأت ہی نہیں کریں گے۔ اور اگر کسی نے جرأت بھی کی۔ تو کوئی تسلی بخش جواب ان کو نہیں ملے گا۔ مسلمانوں کے ادبار کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے۔ کہ ان میں حس کا مادہ مفقود ہو چکا ہے۔ وہ خواب غفلت میں سوئے پڑے ہیں۔ ان کو ہزار جھنجوڑا جائے۔ وہ بیدار ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ بیدار کرنے والوں پر ہنستے ہیں

کوئین وکٹوریہ آنجہانی والا روپیہ

آج کل بازار میں ملکہ وکٹوریہ کا روپیہ چلانا اس قدر دشوار ہو رہا ہے۔ کہ ہر طرف سے شکایات ہو رہی ہیں۔ خود ہمارا اپنا تجربہ ہے۔ کہ کسی دکان سے سودا لیا اور ملکہ کا روپیہ دوکاندار کو دیا۔ تو دوکاندار نے فورًا یہ کہہ کر واپس کیا۔ کہ صاحب یہ روپیہ بدل دیجئے۔ اب اگر دوسرا روپیہ ہوا۔ تو سودا لے لیا۔ ورنہ خالی ہاتھ گھر آگئے۔ رعایا پہلے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی حکومت کی توجہ اس شکایت کی طرف منعطف کرا چکی ہے۔ اور تمام پریس کی طرف سے بھی آواز بلند کی جا چکی ہے۔ لیکن ابھی تک کوئی انسداد نہیں کیا گیا۔ حکومت ہند کو لوگوں کی تکلیف کے ساتھ اس امر کا احساس بھی ہونا چاہیئے۔ کہ ملکہ معظمہ وکٹوریہ آنجہانی کے روپیہ کا نہ چلنا خود حکومت کی توہین ہے۔ امید ہے۔ کہ حکومت جلد از جلد اس کا سدباب کرے گی۔

بیفائدہ ہڑتالیں

معاصر پیسہ اخبار نے "بے کار ہڑتالوں کا دور" کے عنوان سے ایک نہایت مفید نوٹ لکھا ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ گذشتہ ہفتے مختلف مقامات پر مختلف لوگوں نے ہڑتالیں کیں۔ جموں میں پان فروشوں نے ہڑتال کر دی۔ بھیرہ میں دودھ فروشوں اور مٹھائی بیچنے والوں نے دکانیں بند رکھیں۔ لاہور میں کالے بلوں کے سلسلہ میں ہڑتال ہوئی۔ امرتسر میں لاٹھی چارج سے ناراضگی کی وجہ سے ہڑتال ہوئی۔ دہلی کے لوگوں نے حکومت کی موجودہ پالیسی کے زیر نظر کاروبار بند رکھا۔ اس قدر ہڑتالیں جو ہو رہی ہیں۔ نہ معلوم ان کا اثر کیا ہوگا۔ اور حکام اس کو کس قدر اہمیت دیتے ہیں۔ ہڑتالیں اب چھینک لینے پر کی جا رہی ہیں۔ جب دوکاندار کام کرنے سے اُکتا جاتے ہیں۔ تو ہڑتال کے بہانے سے ایک آدھ دن کام بند کر دیتے ہیں۔ اگر کسی خاص مقصد کے زیر نظر تمام ملک میں ہڑتال ہو۔ تو اس کا کچھ تھوڑا بہت اثر ہو سکتا ہے۔ مگر ایسی ہڑتالوں سے کسی فائدہ کی امید نہیں کی جا سکتی۔ بعض منصوبہ باز لوگ اپنی ذاتی نام و نمود کے لئے ایسی چھوٹی چھوٹی ہڑتالیں کرواتے پھرتے ہیں۔ لوگوں کو ایسی ہڑتالوں سے سوائے نقصان کے اور کچھ نہیں ملتا۔ پس لوگوں کو اپنے نفع و نقصان کو خود سوچ لینا چاہیئے۔ اور صرف کسی کے کہنے سننے سے اپنے کاروبار بند کر کے مفت کا نقصان برداشت نہیں کرنا چاہیئے۔

سندھ میں زنانہ تعلیم

حکومت سندھ نے زنانہ تعلیم کی ترقی کے سلسلہ میں ہر سال ایک سو لڑکیوں کو مڈل کا امتحان دلانے کی جو سکیم تجویز کی ہے۔ اس سکیم پر ۱۸ ہزار روپیہ خرچ ہوگا۔ سندھ میں زنانہ تعلیم کی بڑی کمی ہے۔ اس سکیم کا تین سال تک تجربہ کیا جائیگا۔ حکومت کو چاہیئے۔ کہ سندھ میں لازمی تعلیم مفت کا انتظام شروع کرے۔ اور انتظام کے لئے معاملہ میں ارنی روپیہ کا اضافہ کرے۔ سندھ کے زمیندار خوشی سے یہ رقم دینے کو تیار ہو جائیں گے۔ وزیر تعلیم سندھ کو چاہیئے۔ کہ دیگر صوبوں کی طرح سندھی عورتوں کے لئے تعلیم کا انتظام مضبوط طریق پر کیا جائے۔

ہڈی کی (روڑی) کھاد

ہڈی دنیا کی سب سے بڑی دولت ہے مگر لوگ اپنی لاعلمی کی وجہ سے اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ ہندوستان میں اس کو پھینک دیتے ہیں۔

مغربی دنیا کے عقلمند کسانوں نے تمام ہندوستان اور افریقہ کی سرزمین سے تمام ہڈیاں جمع کر کے کروڑوں ٹن کی مقدار میں اپنے ہاں منگالی ہیں۔ اور ان سے مفید کھاد تیار کر کے اپنی زرعی پیداوار کو سوگنا زیادہ کر لیا ہے۔

ہندوستان میں لوگ ہڈیاں پھینک دیتے ہیں۔ بحالیکہ یورپ میں آپ کسی جگہ کوئی ہڈی تلاش کرنے سے بھی نہیں پا سکتے۔

ہندوستان میں ہمارے لوگوں کو ہڈی کی کھاد بنانے کا طریقہ نہیں آتا۔ اس لئے ہم مختصراً ہڈی کی کھاد کا طریقہ درج ذیل کرتے ہیں۔

امید ہے۔ کہ ہمارے زمیندار بھائی اس سے فائدہ حاصل کریں گے۔ ہڈی کو لے کر اس کو ہتھوڑے سے چھوٹے چھوٹے کر لو۔ پھر اس چورے کو گھاس پھوس کوڑا کرکٹ اور گلے سڑے پھل پتوں وغیرہ کے ساتھ ملا کر مویشی کے پیشاب میں تر کر دیا جائے۔ تو چار پانچ ماہ میں عمدہ کھاد بن جائے گی۔

ہڈی کی کھاد چقندر۔ آلو۔ مولی۔ شلجم۔ گاجر امرود۔ نارنگی۔ گوبھی وغیرہ فصلوں کے لئے نہایت مفید ہے۔

چیدہ خبریں

—— پنجاب کے زمیندارہ بل جو حال ہی میں پنجاب اسمبلی نے پاس کئے ہیں۔ گورنر پنجاب کے زیر غور ہیں۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ اگر ان میں کوئی ایسی دفعہ نہ ہوئی۔ جو ہندوستان کے مروجہ قانون کے خلاف ہو۔ تو گورنر پنجاب ان پر مہر تصدیق ثبت کر کے گورنر جنرل کی منظوری کے لئے بھیج دیں گے۔

—— لائل پور۔ ۲۱ر جولائی۔ غیر زراعت پیشہ کانفرنس کی سبجیکٹس کمیٹی کا اجلاس آج صبح منعقد ہوا۔ متعدد ریزولیوشن پاس کئے گئے۔ ایک ریزولیوشن میں قرار دیا گیا۔ کہ زمیندارہ بلوں کے لئے یونینسٹ گورنمنٹ اعتماد کھو بیٹھی ہے۔ ایک ریزولیوشن میں کہا گیا۔ کہ ان بلوں کے خلاف زبردست ایجی ٹیشن کی جائے۔ مہاشہ کرشن نے تجویز کی۔ کہ تمام آئینی وسائل اختیار کر لینے کے بعد براہ راست کارروائی اختیار کی جائے۔ ایک اور تجویز یہ تھی۔ کہ جونہی گورنر ان بلوں پر مہر تصدیق ثبت کریں۔ برطانوی مال کے بائیکاٹ کی تحریک شروع کر دی جائے۔ لالہ رام گوپال نے تجویز پیش کی۔ کہ زرعی پیداوار خریدی نہ جائے۔ ایک اور لالہ جی نے تجویز پیش کی۔ کہ گورنر جونہی ان بلوں کو منظور کریں۔ سول نافرمانی شروع کر دی جائے۔ اور ایوان اسمبلی کے سامنے مظاہرہ کیا جائے۔ اگر اسکی ممانعت کی جائے۔ تو اس امتناعی حکم کی خلاف ورزی کی جائے۔ ڈاکٹر نارنگ نے کہا۔ کہ یہ تمام تجاویز قابل غور ہیں۔ مگر وار کونسل کو قبل از وقت پابند کرنا مناسب نہیں۔ مہاشہ کرشن نے کہا۔ کہ ہمیں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ بالآخر اصل ریزولیوشن ترمیم کے بعد منظور ہو گیا۔ جس کا مفاد یہ ہے۔ کہ بلوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تمام اضلاع میں کانفرنسیں اور جلسے منعقد کئے جائیں۔ اور ان کی تنسیخ کے لئے تمام قانونی اور آئینی تدابیر اختیار کی جائیں۔ ایک اور قرارداد میں اسمبلی کانگرس پارٹی کی مذمت کی گئی۔ کیونکہ ان بلوں پر اسمبلی میں بحث کے دوران میں کانگرس پارٹی نے غیر جانبدارانہ طرز عمل اختیار کئے رکھا۔ نیز ان ممبروں سے مستعفی ہو جانے کا مطالبہ کیا گیا۔ جنہوں نے ان بلوں کی مخالفت نہیں کی۔ (انقلاب لاہور ۲ر اگست)

—— لاہور۔ بادشاہی مسجد کی مرمت موسم سرما میں شروع ہو جائیگی۔ نواب صاحب جوناگڑھ نے ۱۲ ہزار روپیہ برائے مرمت عنایت کیا ہے۔ اور مزید چار سو روپیہ سالانہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔

—— لنڈن۔ حکومت برطانیہ نے حکومت جاپان کو مطلع کر دیا ہے۔ کہ اگر مشرق بعید میں برطانوی مفاد کا لحاظ نہ رکھا گیا۔ تو حکومت برطانیہ ۱۹۱۱ء کے معاہدہ کو ختم کر دیگی۔ جس کی وجہ سے جاپان برطانوی نوآبادیات سے جو فوائد حاصل کر رہا ہے۔ نہ کر سکے گا۔

—— ہندوستانی ہائی کمشنر مقیم لندن نے اپنے دفتر میں ایک اور افسر کی نئی خدمات اس لئے حاصل کی ہیں۔ کہ جو طلبا ہندوستان سے حصول تعلیم کی خاطر انگلستان جائیں۔ ان کے قیام و طعام کا انتظام ان کے سپرد ہو۔ چنانچہ حکومت ہند نے بھی اعلان کیا ہے۔ کہ طلباء کو انگلستان روانہ ہونے سے پہلے انڈیا آفس سے خط و کتابت کرنی چاہیئے۔

—— لاہور۔ ۲۴ر جولائی۔ مولوی عنایت اللہ احراری کارکن کو جو قادیان میں مقیم ہیں۔ زیر دفعہ ۱۰۹ ضابطہ فوجداری گرفتار کر لیا گیا۔ یہ گرفتاری کسی تقریر کے سلسلہ میں عمل میں آئی ہے۔

—— لاہور۔ ۲۷ر جولائی۔ دیوان حکم چند مجسٹریٹ درجہ اول نے ایک احراری قیدی عبداللطیف کے خلاف جو شہید گنج کے سلسلہ میں سول نافرمانی کرتا ہوا قید ہوا تھا مقدمہ کا فیصلہ سناتے ہوئے اسے دو سال قید سخت کی سزا کا حکم دیا۔

استغاثہ کی کہانی یوں بیان کی جاتی ہے۔ کہ ملزم کا ایک عیسائی قیدی مسمی ہزارہ سے بورسٹل جیل میں جھگڑا ہو گیا۔ گالی گلوچ کے بعد ملزم نے ہزارہ کو اٹھا کر زمین پر گرا دیا۔ ہزارہ کی گردن ٹوٹ گئی۔ اور وہ ہلاک ہو گیا۔ ملزم کا چالان زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند ہوا تھا۔ لیکن عدالت نے دفعہ ۳۲۵ کے ماتحت سزا دی۔

—— لاہور۔ ۲۸ر جولائی۔ آج کسانوں اور محکمہ انہار کے حکام کے درمیان موگوں کے سوال پر تصفیہ ہو گیا۔ کسانوں کی طرف سے جو لیڈر گفت و شنید کر رہے تھے۔ وہ محکمہ نہر کے حکام کے ساتھ موگوں پر گئے۔ اور ان کی موجودگی میں موگے کھول دیئے گئے۔ دونوں فریق اس مفاہمت کو آبرومندانہ قرار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

ع۴۸۱۸ - منکہ عبد المومن خاں ولد چودھری عبدالسلام خاں صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۷/۳۸، ۱۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد حسب ذیل ہے:-

(۱) اراضی تخمیناً ۲۰۰ گھماؤں قیمتی اندازاً تیس ہزار واقعہ رقبہ دیہا تہائے کاٹھ گڑھ پڑ کاٹھ گڑھ ٹھٹھیالہ بیٹ بھر تعلقہ تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور جس میں نصف کے میرے چچا صاحب اور باقی نصف میں ہم پانچ بھائی حصہ دار ہیں۔

(۲) تین مکانات ایک سفید نوڑ واقعہ آبادی دیہہ کاٹھ گڑھ کاٹھ گڑھ جس میں میرے چچا صاحب اور ہم پانچ بھائی حصہ دار ہیں۔ ان مکانات اور نوڑ کی اندازاً قیمت -/-/۲۰۰۰ روپیہ ہے - یہ ہر دو میری جدی ہیں - جن کی باہم ابھی تقسیم نہیں ہوئی - لیکن میرا گذارہ اس جائیداد پر نہیں - بلکہ ماہوار آمد پر ہے - جو مبلغ ۳۰ بصورت ملازمت ہے - میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ بد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ انشاء اللہ العزیز و باللہ التوفیق میری وفات کے بعد میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اگر میں اپنی جائیداد کا کل حصہ یا اس کا کوئی جزو یا اسکی قیمت حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں - تو میرے ترکہ میں سے وہ حصہ یا جزو حصہ ادا شدہ شمار ہوگا - لہذا یہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان تحریر کردی ہے۔

العبد:- عبد المومن خاں حال اکونٹنٹ ناصر آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ کنجیجی جے ریلوے ضلع تھرپارکر سندھ۔

گواہ شد:- مرزا اعظم بیگ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ناصر آباد اسٹیٹ - گواہ شد: مستری محمد عیسیٰ احمدی موصی ع۲۵۸۳ ساکن زیرہ حال ناصر آباد اسٹیٹ۔

ع۵۰۷۹ - منکہ عطاء اللہ ولد چودھری اللہ بخش صاحب قوم راجپوت پیشہ صنعت و حرفت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۳۸، ۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت بیس روپے ماہوار اوسطاً آمد ہے - جس کا ۱/۱۰ حصہ میں انشاء اللہ العزیز ماہ بماہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اگر آمد میں اضافہ ہوا تو بھی اسی نسبت سے چندہ وصیت ادا کرتا رہوں گا۔ جائیداد کے طور پر خاکسار کے پاس اس وقت قریباً چار سو روپیہ کی مشینری وغیرہ ہے - گھسائی کی وجہ سے جسکی قیمت میں فرق پڑ سکتا ہے - لیکن قریباً اتنی ہی رقم کا خاکسار کے ذمہ میری بیوی کا بقایا مہر اور دوسرا قرض بھی ہے - تاہم میری وفات کے بعد جس قدر بھی میری جائیداد پائی جاوے - اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:- عطاء اللہ مولوی فاضل محلہ دارالفضل قادیان اللہ بخش سٹیم پریس قادیان - گواہ شد:- چودھری اللہ بخش بقلم خود قادیان - گواہ شد:- منظور احمد منیجر شفاخانہ دلپذیر قادیان۔

ع۴۹۸۷ - منکہ عبد الکریم ولد چودھری نظام دین قوم جٹ پیشہ خیاطی عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۳۸، ۲۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے - میری موجودہ آمدنی ماہوار اندازہ عـــ۱۰ روپے ہے - میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں - اور میری وفات کے وقت بھی کوئی جائیداد ثابت ہو - تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:- عبد الکریم احمدی بقلم خود - گواہ شد مرزا مہتاب بیگ بقلم خود - گواہ شد:- شیخ عبد المنان ابن شیخ احمد اللہ احمدی دارالعلوم قادیان

ع۵۱۶۶ - منکہ جیواں بیوہ امام الدین مرحوم قوم گھمار عمر ۸۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۷ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۷/۳۸، ۲۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے پاس اس وقت مبلغ دوصد روپے ہیں - جو کہ میرے بیٹے کے ذمہ ہیں۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں ہے - میں اس رقم کے ۱/۵ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور کے نام کرتی ہوں - میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو - تو اسکی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱/۵ حصہ کی مالک ہوگی۔

العبد:- جیواں نشان انگوٹھا - گواہ شد:- خیر الدین پسر موصیہ نشان انگوٹھا - گواہ شد محمود احمد احمدیہ میڈیکل ہال قادیان۔

ع۵۱۵۷ - منکہ حمیدہ خانم زوجہ ایم منظفر احمد قوم ککے زئی پٹھان عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن دھوری ریاست پٹیالہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۷/۳۸، ۱۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں - میری وفات کے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہو - اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:-

(۱) کلپ طلائی وزن یک تولہ قیمت ۳۶ عـــ
(۲) کانٹے دو عدد وزن ۱½ تولہ ۵۴ عـــ
(۳) انگوٹھی طلائی ایک عدد وزن ۶ ماشہ قیمت ۱۸ عـــ۔
(۴) حق مہر بذمہ خاوند مبلغ -/-/۱۰۰۰ روپے
(۵) ظروف مسی قیمتی تخمیناً -/-/۴۰ روپے

-/-/۱۱۴۸ روپے

العبد حمیدہ خانم زوجہ ملک منظفر احمد گواہ شد:- عباد اللہ خاں وکیل دھوری ریاست پٹیالہ - گواہ شد:- ایم منظفر احمد چک ۶۰/۴R ڈاکخانہ بنگلہ جوٹر کانوالا ہارون آباد ریاست بہاولپور۔

ع۵۱۶۷ منکہ محمد عالم ولد پیر شیر عالم صاحب قوم قریشی پیشہ مجاہد عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن گولیکی حال قادیان ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۷/۳۸، ۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری فی الحال کوئی جائیداد نہیں۔ اس وقت میرا گذارہ مبلغ پندرہ روپے ماہوار الاؤنس پر ہے - جو کہ دفتر تحریک جدید سے ملتے ہیں - میں وعدہ کرتا ہوں - کہ انشاء اللہ تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ بطور وصیت ادا کرتا رہوں گا - اپنی آمد کی کمی بیشی سے بھی مطلع کرتا رہوں گا اگر میرے مرنے پر میری کوئی جائیداد ثابت ہو - تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی حقدار صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی - اور اگر اپنی زندگی میں کوئی رقم با غذر سید جائیداد کی وصیت میں سے ادا کروں - تو اسے منہا سمجھا جائیگا۔

العبد:- محمد عالم قریشی - گواہ شد:- ملک صلاح الدین پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ - گواہ شد عبد الرحمن انور بقلم خود۔

ع۵۱۶۸ - منکہ ریشم بی بی زوجہ چودھری علی محمد قوم جٹ پیشہ دکانداری عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۸ء ساکن گھسیٹ پور ڈاکخانہ مکیریاں ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۷/۳۸، ۱۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

میری منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں۔ نہ میری کوئی آمد ہے - میرا مہر جو بتراضی فریقین من بعد الفریضہ مبلغ دوصد روپیہ ہے میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔

(نوٹ) نکاح کے وقت میرا مہر مبلغ پانصد روپیہ میرے غیر احمدی خسر نے منظور کیا تھا - لیکن استقامت احمدیت پر میرے خاوند کا گذارہ بہت تنگ ہوگیا - اس واسطے میں تین سو روپیہ عرصہ سے خاوند کو اپنے مہر میں سے معاف کر چکی ہوں - اب میرا مہر صرف دوصد روپیہ ہے - میں اس رقم مہر کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں - نیز میں وصیت کرتی ہوں - کہ اگر میں کوئی جائیداد یا آمدنی پیدا کروں - یا میرے مرنے کے بعد کوئی مزید ترکہ میرا ہو - تو اس کے دسویں حصہ کی بھی میری اس وصیت کے مطابق صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔

العبد:- ریشم بی بی نشان انگوٹھا - گواہ شد فقیر علی احمدی ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر محلہ دارالبرکات حقیقی برادر موصیہ - گواہ شد:- علی محمد دکاندار خاوند موصیہ گھسیٹ پور ضلع ہوشیارپور۔

ع۵۱۵۴ - منکہ عبد القادر ولد شیخ عبد الرب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۳۸، ۱۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - میری اسوقت جائیداد نہیں ہے - البتہ میری آمد عـــ۵ ماہوار ہے - جس کا ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ انشاء اللہ داخل خزانہ انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا - میرے مرنے کے بعد کوئی جائیداد ثابت ہو - تو ۱/۱۰ حصہ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کی بھی انجمن حقدار ہوگی۔ العبد:- عبد القادر ملازم کالونی فلور ملز لائل پور